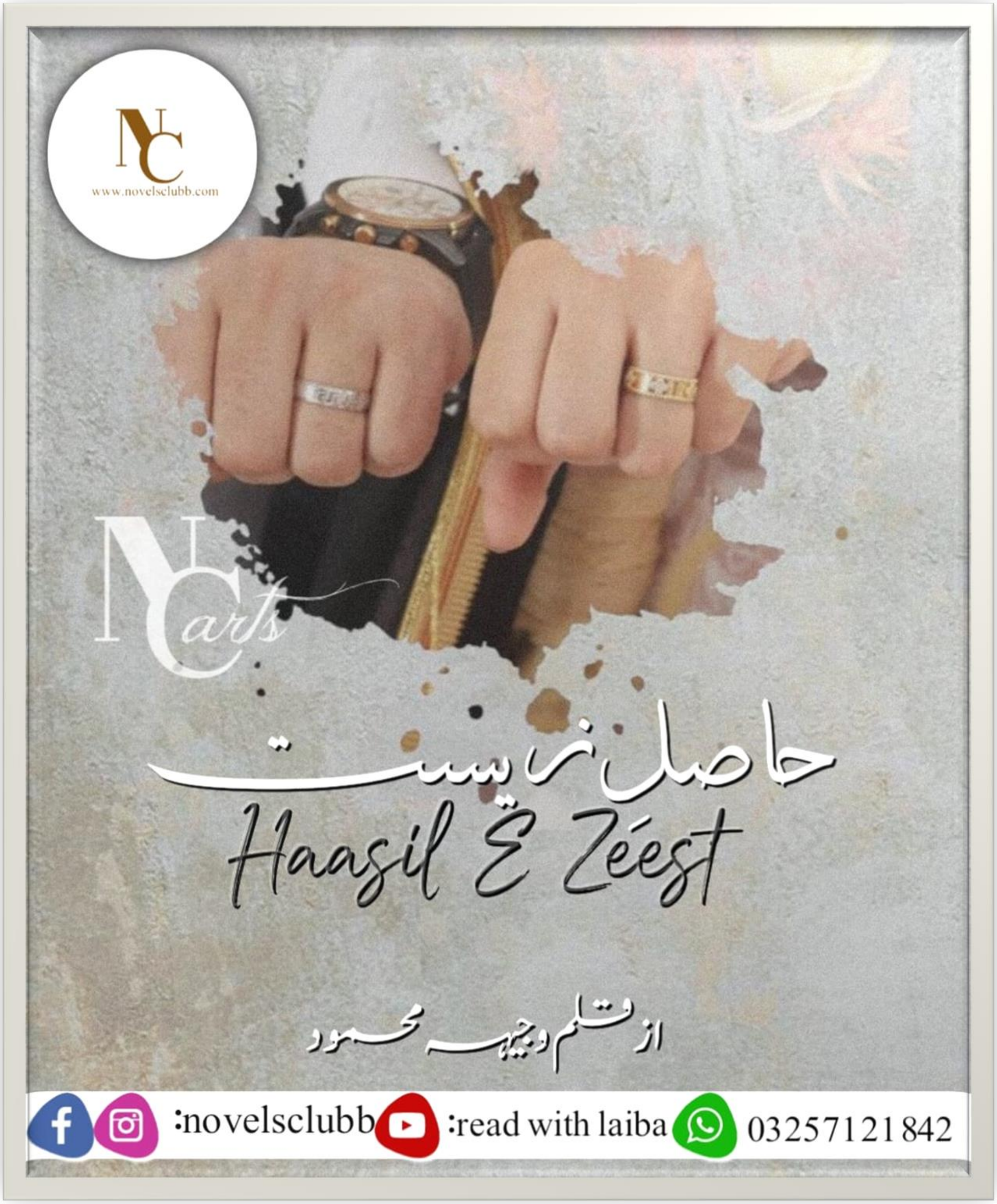
www.novelsclubb.com
حاصلِ زیست
Haasil E Zeest
از قلم وجیہہ محمود
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

حاصلِ زیست

از قلم

وجیہہ محمود

www.novelsclubb.com

"حاصلِ زیست"

از قلم (وجیہہ محمود)

قسط نمبر (10)

شام کے اس پہر آسمان پر سرخی چھانے لگی تھی، سورج غروب ہونے میں کچھ ہی وقت باقی تھا۔اس پہر وہ اپنے کمرے میں بیٹھا سگریٹ نوشی میں مصروف تھا، کمرے میں سگریٹ کے دھوئیں کی وجہ سے سانس لینا محال تھا لیکن وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔کوئی دوسرا انسان اگر وہاں قدم رکھتا تو سانس نہ لے پاتا۔سگریٹ کا دھواں اس کے چہرے کو دھندلا کر رہا تھا، نقوش واضح نہ تھے کہ دھواں چھٹتے ہی سب سے پہلے اس کی سنہری آنکھیں دکھائی دینے لگیں، جو آج ضرورت سے زیادہ سنجیدہ تھیں۔اس نے سگریٹ کو ایش ٹرے میں پھینکتے سامنے ٹیبل پر پڑے ڈبے سے دوسری سگریٹ نکالتے لائٹر جلایا اور اسے آگ کی نذر کیا۔وہ پچھلے دو گھنٹے سے بیڈ پر بیٹھا مسلسل یونہی سگرٹ پیتے کسی گہری سوچ میں گم

تھا۔سیاہ ٹراؤزر کے ساتھ آف وائٹ شرٹ پہنے وہ آنکھیں بند کیے گہرے کش لینے لگا۔اس کے کانوں میں اس وقت کچھ روز پہلے فائقہ بیگم سے ہوئی باتیں گونج رہی تھیں جو اسے کافی دن سے پریشان کیے ہوئے تھیں۔ان کی باتوں اور رویے نے اسے سوچنے پر مجبور کر ڈالا تھا۔وہ پہلے بھی بہت بار فائقہ بیگم کی شہریار سے گہری وابستگی اور محبت کو محسوس کر چکا تھا مگر ہر بار یہ خیال اس کی سوچ کو پلٹ دیتا کہ وہ ان کا چھوٹا بیٹا ہے اور ویسے بھی شاہزین لاشاری کسی سے حسد کرنے والوں میں سے نہ تھا مگر اس رات اپنی بات پر اس نے ان کے چہرے کے اڑے رنگوں کو بخوبی دیکھا تھا جس پر وہ حیران تھا۔وہ تشویش میں مبتلا تھا کہ آخر ایسی کیا وجہ ہے کہ اس کی ماں اس کے چھوٹے بھائی سے اس کے مقابلے زیادہ انسیت رکھتی ہے۔اسے یاد تھا کہ فائقہ بیگم نے کبھی بھی اسے سگریٹ پینے پر نہیں روکا تھا بلکہ اسکے شراب پینے پر بھی انہیں کوئی اعتراض نہ تھا۔وہ اکثر فیاض صاحب کو بھی اسے ٹوکنے سے روکتی تھی،اس وقت اسے اپنی ماں کی وہ بات بے حد پسند تھی مگر آج وہی بات

اسے پریشان کر رہی تھی کیونکہ اب وہ اپنا موازنہ شہریار سے کر رہا تھا۔شہریار کے پہلی بار سگرٹ پینے پر فائقہ بیگم نے بہت سخت ردعمل ظاہر کیا تھا اور اب شراب پینے پر بھی وہ اس سے بہت خفا ہوئی تھیں، وہ اس کے لیے بہت متفکر تھیں۔آخر کیوں وہ اپنے دونوں بیٹوں میں تضاد کر رہی تھیں، ان دونوں کے لیے ان کے خیالات اور رویے میں فرق آخر کیوں تھا۔اس تضاد کے پیچھے آخر کوئی تو وجہ تھی جو شاہزین لاشاری نہیں جانتا تھا اور وہ وجہ شاہزین لاشاری کا سکون چھیننے کا باعث تھی۔

---

www.novelsclubb.com

دن کا آغاز ہو چکا تھا، دن چڑھتے ہی ہر شخص اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو چکا تھا۔کورٹ میں اس وقت خوب گہما گہمی تھی۔کوریڈور میں اس وقت چہل پہل تھی۔آبرو اپنے آفس میں موجود تھی، اس نے فون بند کر کے ایک جانب رکھا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے کچھ سوچنے لگی، اس نے آج

عدالت پہنچتے ہی سب سے پہلے اس مجرم کی تمام تفصیلات نکلوائی تھیں، جس کے متعلق اسے کچھ دیر پہلے ہی ایک اہم خبر ملی تھی، جو اس کے لیے کافی سود مند ثابت ہونے والی تھی۔ وہ شخص پہلے ہی پولیس کی زیر حراست تھا۔ کچھ روز پہلے ایک کلب پر پڑنے والے چھاپے میں پولیس نے اسے گرفتار کیا تھا اور وہ اس وقت لاک اپ میں تھا۔ وہ عماد اور اس شخص کے درمیان موجود تعلق کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھی، جس کے متعلق صرف وہ شخص ہی بتا سکتا تھا۔ ان کا یہ تعلق اس کیس کی ایک اہم کڑی ثابت ہو سکتا تھا تو وہ ہر ممکن طریقے سے اس شخص تک پہنچنا چاہتی تھی۔ اس کے دل و دماغ میں ایک جنگ برپا تھی، وہ اس وقت خود کو ان دیکھی رسیوں سے بندھا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے اس قدم سے اس کا اور اشعر کا رشتہ ختم ہو سکتا ہے اور اس رشتے کے اختتام کے ساتھ جلال تایا اور صائمہ تائی بھی ان کے خلاف ہو جائیں گے اور دو خاندانوں کا یہ رشتہ ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جائے گا مگر اسکا دل اسے بار بار یہ احساس دلاتا تھا کہ ان رشتوں

www.novelsclubb.com

کو ٹوٹنے سے بچانے کے لیے اسے ایک مظلوم کی حق تلفی کرنی ہو گی جس پر وہ کسی صورت راضی نہ تھی۔ دل اور دماغ کی اس جنگ میں دل جیت گیا اور وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ ان سارے حالات کے باوجود بھی یہ کیس ضرور لڑے گی نتائج کی پرواکئے بغیر۔ زندگی میں بہت بار آپ کو ایسے فیصلے لینے پڑتے ہیں جو مشکل ضرور ہوتے ہیں لیکن اگر آپ حق پر ہوں تو ان کا انجام دیر سے ہی سہی مگر آسانیاں لاتا ہے۔

ان کا دل آج صبح سے بہت بوجھل تھا، جس کی وجہ وہ بخوبی جانتی تھیں۔ وہ لاؤنج میں بیٹھیں نور سے باتیں کر رہی تھیں کہ کچھ دیر بعد نور اپنے کمرے میں چلی گئی اور وہ بھی اپنا بوجھل دل لیے، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اپنے کمرے میں آ گئیں۔ کچھ زخم نہ وقت بھر پاتا ہے، نہ اس کی تکلیف وقت گزرنے کے ساتھ ماند پڑتی ہے۔ 30 سال کا لمبا عرصہ گزرنے کے بعد بھی آج وہ زخم انہیں تازہ

محسوس ہوتا تھا جو آج سے 30 سال پہلے ان کی روح کو لگا تھا۔وہ کمرے میں داخل ہوئیں اور بیڈ پر جا بیٹھیں۔آج کی تاریخ وہ چاہ کر بھی کبھی بھول نہیں سکتی تھیں۔آج سے 30 سال پہلے اس دن،اس تاریخ کو فیضی سے اس کا نکاح ہوا تھا۔اس کا دل آج بھی اس لمحے میں اپنی کیفیات کو بھول نہیں پاتا تھا مگر اذیت کا آغاز تو اس کے بعد ہوا تھا۔وہ کبھی بھی اس بات کو فراموش نہیں کر سکتی تھی کہ کیسے اس رشتے اور اس انسان نے اس کی زندگی کو تہہ و بالا کیا تھا۔آج بھی اس لمحے کی اذیت اسے محسوس ہوتی تھی،جب کاغذ کے اس ٹکڑے نے اسے عرش سے فرش پر لا پٹخا تھا۔اس کے دماغ میں ہر وہ لمحہ،ہر وہ منظر قید ہو چکا تھا۔کانوں میں آج بھی صارم کے الفاظ گونجتے تھے کہ محبت کا دعویدار وہ شخص کیسے اسے چھوڑ کر کسی اور کو اپنا چکا تھا۔گالوں پر نمی محسوس کرتے،انہوں نے بے اختیار آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھا اور قدم اٹھاتے آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔رخسار پر بہتے آنسو صاف کیے اور اپنے چہرے کو دیکھنے لگیں،وہ ان 30 سالوں میں کیا سے

www.novelsclubb.com

کیا ہو گئی تھیں، بالوں میں آئی چاندی ان کی عمر کی عکاسی کر رہی تھی۔ان کی زندگی اب بہت سہل ہو چکی تھی مگر وہ کبھی بھی اپنی زندگی میں آئے اتار چڑھاؤ کو نہیں بھول سکتی تھیں۔انہیں زندگی نے محبت کرنے کی سزا دی تھی اور محبت کرنے کی سزائیں بہت سخت ہوا کرتی ہیں۔اس ایک محبت نے ان سے ان کا سب چھین لیا تھا۔

آج ان کے پاس ایک گھر تھا، اولاد تھی، اچھا طرزِ زندگی تھا مگر ان کی ذات کے ساتھ منسلک پچھتاوے بھی تھے جو انہیں سکون نہیں لینے دیتے تھے۔ان کی زندگی کا کل حاصل انکی اولاد تھی جو ان کا سب سے بڑا سرمایہ تھا۔اپنی زندگی کے وہ خسارے وہ کبھی نہیں بھول سکتی تھیں۔وہ آئینے کے سامنے سے ہٹتے، پلٹیں وہ خود کو ان سوچوں سے دور رکھنا چاہتی تھیں مگر سوچوں پر پہرہ باندھنا انسان کے اختیار میں کہاں ہوتا ہے!

www.novelsclubb.com

وہ قدم اٹھاتی الماری کی جانب گئیں اور ایک فائل نکالتے بیڈ پر بیٹھ گئیں، وہ آج خود کو اذیت دے رہی تھیں۔ فائل کھولتے ہی سب سے پہلے سکینہ بیگم اور احمد صاحب کی چند تصاویر سامنے آئیں، جنہیں اٹھاتے وہ چومنے لگیں، آنسو بے اختیار ہوئے، وہ واقعی ایسی اولاد تھیں جو اپنے والدین کے لیے تکلیف کا سامان بنی تھیں، وہ ان کی گنہگار تھیں اور یہ پچھتاوا انہیں آج بھی بے چین کیے ہوئے تھا۔ پچھتاوے دیمک کی مانند ہوتے ہیں جو آہستہ آہستہ انسان کو کھوکھلا کر دیتے ہیں۔

ان تصاویر کو ایک جانب رکھتے، ان کی نظر فائل میں رکھے اس کاغذ پر پڑی، آنکھوں میں بہت سے تاثرا بھرے، پہلے ملال، پھر غصہ، پھر افسوس اور پھر نفرت!

وہ اس کا اور فیضی کا نکاح نامہ تھا، جس میں درج اس نام سے وہ اپنی زندگی کی ایک حصہ محبت کرتی آئی تھیں مگر "فیضان صدیقی" کے اس نام سے آج اسے نفرت

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی اور یہ نفرت ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔اس نے فائل بند کرتے سائیڈ پر رکھی،وہ مزید اس کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتی تھیں۔اس کے دل میں بہت بار یہ خیال آتا کہ کاش وہ ایک بار اس کے سامنے آئے اور وہ اس کا گریبان تھامتے اس سے سوال کرے کہ آخر اس کا قصور کیا تھا؟کیا اس کی محبت،اس کی وفا کی سزا یہ تھی؟ مگر اگلے ہی لمحے وہ دعا کرتی کہ کاش اس شخص سے کبھی اس کا سامنا نہ ہوا۔وہ اسے دیکھتے دوبارہ اپنے تاریک ماضی میں واپس نہیں جانا چاہتی تھیں۔وہ انہیں سوچوں میں گم تھیں کہ نور کمرے میں داخل ہوئی،ان کے آنسو دیکھتے وہ فوراً انکے قریب آئی،

www.novelsclubb.com

"امو جان آپ رو رہی ہیں؟" سبرینہ نے فوراً اپنے آنسو صاف کیے،

"نہیں بیٹا" وہ بمشکل مسکرائیں،

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ امو جان؟" وہ متفکر ہوئی،

"ہاں بیٹا،بس شاید بی پی کچھ لو ہو گیا ہے" وہ مدھم آواز میں بولیں،

"آپ لیٹیں امو جان، میں بھائی کو بلاتی ہوں" وہ اٹھ کھڑی ہوئی کہ سبرینہ بولی،

"نہیں بیٹا، تاشفین کو مت بتانا، وہ خواہ مخواہ پریشان ہو جائے گا" انکی آنکھیں بند ہو رہی تھیں،

"میں ٹھیک ہوں بیٹا" وہ بمشکل بولیں، نور نے آگے بڑھتے انہیں لیٹنے میں مدد دی اور تاشفین کو فون ملانے لگی۔

وہ آج صبح سیدھی پولیس اسٹیشن آئی تھی۔اس کا مقصد اس مجرم سے بات کرتے سچ جاننا تھا۔وہ تھانے کے ایس-ایچ-او سے بات کرتے اس شخص سے ملاقات کے لیے کچھ وقت مانگ چکی تھی اور اب وہیں بیٹھی اپنے ہاتھ میں موجود فائل پر درج تحاریر پڑھنے میں مصروف تھی کہ پولیس یونیفارم میں ملبوس ایک شخص اس کے قریب آیا، اس نے فائل سے نظریں ہٹاتے اس کی جانب دیکھا۔

"میڈم آئیں میرے ساتھ" وہ خاموشی سے اپنا بیگ اٹھاتے، اس کے ساتھ چل پڑی۔ کچھ دیر بعد وہ ایک بند دروازے کے سامنے جا رکے،

"آپ اندر جا سکتی ہیں، کوئی بھی مسئلہ ہو تو، میں یہی باہر کھڑا ہوں" اس نے آبرو کو اندر جانے کا راستہ دیا، آبرو اسکا شکریہ ادا کرتے اندر داخل ہوئی۔ کمرے میں مدھم روشنی تھی، کمرے کے بیچ و بیچ ایک ٹیبل کے اطراف دو کرسیاں لگی تھیں، جن میں سے ایک کرسی پر ایک شخص گردن جھکائے بیٹھا تھا۔ آہٹ پر اس نے اپنا سر اٹھاتے آبرو کی جانب متوجہ ہوا۔ آبرو نے اس کے چہرے کی جانب دیکھا، بڑھی ہوئی شیو، بکھرا ہوا حلیہ، چہرے پر مار پیٹ کے نشانات ہونے کے باوجود بھی وہ اس شخص کو پہچان چکی تھی۔ وہ قدم اٹھاتی اس کے سامنے رکھی کرسی پر جا بیٹھی، وہ شخص آبرو کی جانب دیکھنے لگا۔ اپنا بیگ اور فائل ٹیبل پر رکھتے آبرو کی نظر اس کے ہتھکڑی لگے ہاتھوں پر پڑی۔ وہ گہری سانس لیتے سیدھی ہوئی اور اس کی جانب دیکھتے بولنے لگی،

www.novelsclubb.com

"تو اسلم خان تم یہاں کس جرم میں قید ہو" اس کے سوال پر وہ فوراً بولا،

"میں نے کوئی جرم نہیں کیا" وہ رکا،

"میں جس کلب پر کام کرتا ہوں، دو روز پہلے پولیس نے وہاں چھاپا مارا اور سب کے ساتھ مجھے بھی گرفتار کرلیا" اس کی بات پر آبرو نے اثبات میں سر ہلایا،

"اس کے علاوہ کوئی اور جرم نہیں کیا تم نے؟" اس شخص کی گردن فوراً نفی میں ہلی، آبرو کے چہرے کے تاثرات سخت ہوئے اور وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی،

"وردہ اسماعیل کو جانتے ہو؟" اور یہیں اس شخص کے چہرے کا رنگ بدلا، آنکھوں میں ایک تاثر ابھرا، کچھ لمحے بعد آبرو کو اس کے ہونٹ ہلتے نظر آئے،

"نہیں، میں نہیں جانتا" اسکی آواز بے تاثر تھی۔ آبرو فوراً بولی،

"مگر تمہاری آنکھیں تو تمہارے الفاظ کا ساتھ نہیں دے رہیں" آبرو کی بات پر اس کے ماتھے پر بل پڑے،

"میں اس نام کی کسی لڑکی کو نہیں جانتا" وہ سختی سے ایک ایک لفظ چبا کر بولا، آبرو نے سمجھنے کی انداز میں سر ہلایا اور سامنے رکھی فائل کھولتے اس میں سے عماد کی تصویر نکالی اور اس کے شخص کی نظروں کے سامنے کی،

"اس شخص کو پہچانتے ہو؟" عماد کی تصویر کو دیکھتے وہ خاموش رہا،

"تمہاری خاموشی بتا رہی ہے کہ تمہاری اس شخص سے گہری شناسائی ہے" وہ اب بھی خاموش رہا،

www.novelsclubb.com

"یہ وہی شخص ہے نہ جس کے ساتھ مل کر تم نے وردہ اسماعیل کی عزت کو داغدار کیا تھا" وہ غصے سے بولی،

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا" وہ شخص پھر سختی سے بولا،

"یہ صرف ایک الزام ہے اور کچھ نہیں" اس کی بات پر آبرو فوراً بولی،

"چلو مان لیا کہ تم نے کچھ نہیں کیا مگر اپنی یاداشت پر ذرا زور ڈالتے ہوئے سوچو اور یاد کرو کہ۔۔۔۔" وہ رکی اور اس شخص کی جانب دیکھتے بولی،

"پانچ سال پہلے بھی تم نے ایک لڑکی کو اغوا کیا تھا اور۔۔۔۔"

"یہ سب بکواس ہے، میں نے ایسا کچھ نہیں کیا" وہ اس کی بات کاٹتا اونچی آواز میں بولا،

"اپنے کس کس جرم سے انکار کرو گے تم" وہ بھی بلند آواز میں بولی،

"تم صرف باتیں کر رہی ہو، کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس تو دکھاؤ" اسکی بات پر استہزایہ ہنسی،

www.novelsclubb.com

"ثبوت کی کیا ضرورت ہے، جب اس واقعے کی وکٹم، وہ لڑکی تمہارے سامنے بیٹھی ہے" وہ شخص ایک دم چونکا، اس نے آبرو کے چہرے کو بغور دیکھا، ذہن کے پردے پر ایک چہرہ نمودار ہوا، ہونٹوں سے بے اختیار نکلا،

"تم!"

"ہاں میں! میں وہی لڑکی ہوں جسے تم نے اغوا کرتے اسکے کردار کو داغدار کرنے کے لیے ایک رات گھر سے باہر رکھا تھا" وہ خاموش ہو گیا تھا۔

"کہو تم نے ایسا کیا تھا یا نہیں؟" وہ چلائی، جس پر وہ شخص خاموشی سے گردن جھکا گیا۔

"ذرا شرم نہیں آئی تمہیں، تمہارے گھر میں ماں، بہن ہونے کے باوجود بھی تم نے پہلے میری عزت خراب کرنے کی کوشش کی اور اب ایک معصوم لڑکی کو موت کے گھاٹ اتار دیا" آبرو کی بات پر اس نے اپنی جھکی گردن فوراً اٹھائی اور بولا،

www.novelsclubb.com

"ہم نے اسے مارا نہیں تھا،وہ زندہ تھی" وہ بے اختیاری میں اقبال جرم کر گیا تھا۔آبرو طنزیہ ہنسی،

"ایک لڑکی جب اپنی عزت کھو دیتی ہے تو وہ زندہ نہیں رہتی اسلم وہ جیتے جی مر جاتی ہے اور تم سب اس کے قاتل ہو" اسلم کی گردن دوبارہ جھک گئی،

"اور اس بات کا اقرار تو تم ابھی میرے سامنے بھی کر چکے ہو" وہ خاموش رہا۔

"یہ سب تم نے کس کے کہنے پر کیا تھا؟ وہ اب بھی خاموش تھا۔

"بتاؤ اسلم کہ مجھے اغوا کرنے کے لیے بھی تمہیں اس شخص نے کہا تھا نہ !" اس نے عماد کی تصویر اس کے سامنے لہرائی،اسلم نے ایک نظر اس تصویر پر ڈالی اور اپنی گردن جھکا گیا،اس کی خاموشی میں ہی اسکا جواب تھا،آبرو کا شک یقین میں بدل گیا۔آبرو نے گہری سانس لیتے خود کو نارمل کیا اور بولنے لگی،

"میں آج تم سے ایک ضروری بات کرنے آئی ہوں" اسلم نے اسکی جانب دیکھا،

"کیا تم سرکاری گواہ بن کر میری مدد کرو گے؟" وہ فورا بولا،

"نہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گا"

"سوچ لو اگر تم ایسا کرتے ہو تو میں تمہاری سزا کم کروا دوں گی پر اگر تم اس پر راضی نہیں ہو تو پھر میں وردہ کے اس کیس کے ساتھ تم پر اپنے اغوا کا پرچہ بھی کٹواؤں گی اور پھر تم ہمیشہ کے لیے جیل میں سڑتے رہو گے" آبرو کی بات پر وہ کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ آبرو بولی،

"پھر تمہاری بیوی اور بچے بہت اکیلے ہو جائیں گے اور دنیا میں تم جیسے درندے تو ہر جگہ موجود ہیں، پھر کیا بھروسہ۔۔۔" اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑی، وہ خاموش ہو گیا۔

"میری بات پر غور کرنا، اس میں تمہارا بہت فائدہ ہے اور ویسے بھی اگر تم اپنے گناہوں کی تلافی کرنا چاہتے ہو تو یہ بہترین راستہ ہے" وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور بیگ کندھے پر ڈالتے اس نے فائل اٹھائی اور اسے مخاطب کیا،

"دو دن ہیں تمہارے پاس، سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا کہ تم رہا ہو کر کھلی فضا میں سانس لینا چاہتے ہو یا ہمیشہ کے لیے جیل میں سڑنا تمہیں قبول ہے" وہ یہ کہتے قدم اٹھتی دروازہ عبور کر گئی جبکہ اسلم واقعی گہری سوچ میں گم ہو گیا تھا۔

وہ اپنے کیبن میں بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا۔ سیاہ پینٹ کے ساتھ ہلکے نیلے رنگ کی شرٹ پہنے، وہ آنکھیں موندے ہاتھ میں پکڑے پین کو مسلسل حرکت دے رہا تھا۔ اس کی اس حرکت سے اسکی بے چینی عیاں تھی۔ اس نے آنکھیں کھولتے کچھ فاصلے پر پڑی اس کرسی کو دیکھا جہاں کچھ روز پہلے "وہ" بیٹھی تھی۔ وہ اپنی قسمت کے سامنے بے بس تھا، وہ اپنے نصیب سے یہ سوال کرنا چاہتا تھا کہ اگر "وہ" اس کے مقدر سے منسوب نہ تھی تو تقدیر کیوں اسے بار بار اس کے سامنے لا کھڑا کرتی تھی؟

کیوں وہ اس کے سامنے اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتا تھا؟

وہ لاکھ چاہنے کے باوجود بھی اس کی طرف اٹھتے، اپنے قدم روک نہیں پاتا تھا۔ وہ فائل اس نے بہت مشکل سے حاصل کی تھی، وہ چاہتا تو خود کو مشکل سے بچانے کی خاطر اس معاملے سے دور رہتا مگر وہ پہلی بار اس سے مدد مانگنے آئی تھی، تو وہ اسے مایوس کیسے لوٹا سکتا تھا!

وہ دوسروں کی خاطر اپنی زندگی خطرے میں ڈال دینے والوں میں سے تھی۔ اس کا لہجہ، اسکانڈرپن، اس کی سب سے بڑی خوبی تھی جو تاشفین کو اس کی طرف مائل کرتی تھی مگر ہائے قسمت کی ستم ظریفیاں کہ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا!

وہ ہر بار اس کے پاس آتے اسے بے چین کر جاتی تھی مگر اس میں اس کا تو کوئی قصور نہ تھا، قصور تھا تو تاشفین کہ سینے میں دھڑکتے اس دل کا تھا، جس پر وہ نجانے کب پورے حق سے قابض ہو چکی تھی! اور اب اس کا دل اس کے اختیار سے باہر ہونے لگا تھا مگر وہ خود پر اور اپنے دل پر قابو کرنا جانتا تھا پر آخر وہ بھی ایک انسان تھا اور

انسانوں کو کمزور کر دینے والی چیز ہمیشہ ان کے سینے میں دھڑکتے دل کی دھڑکن ہی ہوا کرتی ہے!

وہ اپنے دل کا حال کسی کو سنانا چاہتا تھا، اپنے دل کا بوجھ کم کرنا چاہتا تھا مگر اس کے پاس اس کے دل کا حال سننے والا کوئی نہ تھا سوائے ایک انسان کے! جسے وہ بہت پہلے ہی کھو چکا تھا، وہ انسان ڈاکٹر عافیہ تھیں جن سے تاشفین اپنے دل کی ہر بات بے دھڑک کیا کرتا تھا، وہ اس کی بہت اچھی دوست اور محسن تھیں۔ سبرینہ اس کی ماں تھیں، وہ چاہتا تو ان کو اپنے دل کا حال سنا سکتا تھا مگر وہ ہر گز انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ڈاکٹر عافیہ اور اس کے درمیان رشتہ بہت بے مول تھا، خون کا رشتہ نہ ہونے کے باوجود بھی وہ ایک دوسرے کے لیے بہت اہم تھے۔ انہیں سوچوں میں گم تھا کہ اس کی سماعت سے فون کی آواز ٹکرائی، اس نے آگے بڑھتے ٹیبل پر پڑا فون اٹھایا کہ نور کی گھبرائی ہوئی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی،

"کیا ہوا نور؟" وہ بے اختیار پریشان ہوا،

"بھائی وہ اموجان، وہ۔۔۔۔"

"کیا ہوا ہوا موجان کو نور۔۔۔ نور بولو" اسکے چہرے پر چھائے تاثرات اسکی کیفیت بتانے کے لیے کافی تھے۔

"ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے بھائی" اسکی آواز رندھی ہوئی تھی۔

"تم ان کا خیال رکھنا نور، میں بس ابھی آرہا ہوں" وہ فون کاٹتے فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے کیبن سے باہر نکل گیا۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچا تھا۔ اس نے اپنا موبائل ٹیبل پر رکھتے اپنی کن پٹی مسلی، وہ آبرو کی ضد پر شدید غصے میں تھا، وہ اس کی خاطر صرف ایک کیس نہیں چھوڑ رہی تھی جبکہ وہ ماضی میں اس کے لیے کیا کچھ کر چکا تھا۔ کیا آبرو کو اسکا کیا گیا کوئی بھی احسان یاد نہیں تھا۔ وہ ابھی انہیں سوچوں میں گم تھا کہ اسے جلال تایا اپنے کمرے

سے لاؤنج کی جانب آتے دکھائی دیے، انکا چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا، وہ اسی کی جانب آرہے تھے۔

"تمہیں معلوم ہے اشعر کہ یہ کیس کون لڑ رہا ہے؟" وہ اس کے قریب آتے بولے جس پر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، انکی بات پر اس نے گہری سانس لیتے آنکھیں بند کیں اور دوبارہ آنکھیں کھولتے انکی جانب دیکھا مگر خاموش رہا جبکہ۔ جلال تایا کی بلند آواز پر صائمہ تائی بھی لاؤنج میں آ گئیں۔ وہ سب عماد کی گرفتاری پر بہت پریشان تھے۔

"تمہاری خاموشی سے صاف ظاہر ہو رہا ہے اشعر کہ تم جانتے تھے کہ عماد کے خلاف یہ کیس کون لڑ رہا ہے" وہ غصے سے بولے، اس سے پہلے کہ اشعر کچھ کہتا صائمہ تائی بول پڑیں،

"یہ کیس کون لڑ رہا ہے جلال؟" صائمہ تائی کے سوال پر جلال تایا نے ایک ناگوار نظر خاموش کھڑے اشعر پر ڈالی اور بولے،

"اس کی بیوی آبرو، وہ لڑ رہی ہے یہ کیس" صائمہ تائی ایک دم حیران ہوئیں مگر پھر فوراً چہرے پر غصے کے تاثرات نمودار ہوئے اور زبان زہر اگلنے لگی،

"میں تو پہلے دن سے ہی آپ دونوں کو سمجھانا چاہ رہی تھی کہ یہ لڑکی ناگن ہے ناگن! ہمارے گھر کی ساری خوشیوں کو یہ ڈائن نگلنا چاہتی ہے" وہ غصے سے بولیں اور اپنی بات جاری رکھی،

"مگر آپ دونوں نے میری ایک نہ سنی اور آج میرا عماد اس کی وجہ سے تھانے میں ہے" اشعراب بھی خاموش کھڑا تھا۔

"تم نے آبرو سے اس کیس کے متعلق بات کی تھی اشعر؟" جلال تایا کے سوال پر اشعر بولنے لگا،

"جی ابو میں نے بات کی تھی مگر۔۔۔" وہ رکا اور جلال تایا کی جانب دیکھا،

"اس نے میری بات نہیں مانی!" اسکی بات پر جلال تایا کے غصے میں اضافہ ہوا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا اشعر، تم اس سے اپنی ایک بات نہیں منوا سکے!" ان کی آواز بہت اونچی تھی۔

"وہ جو آج تمہاری ایک بات ماننے سے انکاری ہے، کل کو تم اس کے ساتھ پوری زندگی کیسے گزارو گے؟" جلال تایا کی بات پر صائمہ تائی فوراً بولیں،

"خدا غارت کرے اس آبرو کو، ابھی اس گھر میں اس کے منحوس قدم داخل نہیں ہوئے کہ میرے گھر کا سکون برباد ہو گیا ہے، کل کو اگر وہ یہاں آگئی تو نجانے کیا کیا دیکھنا پڑے گا" آج انکے الفاظ پر کسی کو بھی کوئی اعتراض نہ تھا۔

"تم دوبارہ اس سے بات کرو اشعر اور اسے کہو کہ یہ کیس واپس لے لے، اسی میں اس کی بھلائی ہے" جلال تایا کی بات پر وہ بولنے لگا،

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے ابو، میں پہلے ہی اس سے یہ بات کر چکا ہوں جس پر وہ مجھے صاف انکار کر چکی ہے" اشعر کے لہجے میں مایوسی تھی، اسے یہ دن صرف آبرو کی ضد کی وجہ سے دیکھنا پڑ رہا تھا۔

"تم کیسے مرد ہو اشعر، اپنی بیوی کی ضد کے آگے اتنی آسانی سے ہار مان گئے، تمہیں شرم آنی چاہیے اشعر" جلال تایا کی باتیں اشعر گردن جھکائے سن رہا تھا جبکہ صائمہ تائی کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ابھی اسی وقت آبرو کا وجود اس دنیا سے ختم کر دیں،

"تم اپنے بھائی کی خاطر اسے مجبور نہیں کر سکے، تم۔۔۔۔۔"

"ابو میں۔۔۔۔۔" اشعر نے انکی بات کاٹی کہ جلال تایا نے ہاتھ کے اشارے سے اسے خاموش کروا دیا۔

"مجھے کچھ نہیں سننا اشعر! تم جتنا جلدی ہو سکے آبرو کو سمجھاؤ کہ اسے یہ کیس ہر صورت واپس لینا ہوگا، ورنہ نتائج یقیناً اسے پسند نہیں آئیں گے" وہ غصے سے اپنی بات مکمل کرتے وہاں سے چلے گئے، ان کے جانے پر صائمہ تائی نے اشعر کو مخاطب کیا،

"یہی انجام ہوتا ہے اشعر، ماں کی نافرمانی کا! تم نے میرے خلاف جا کر اس لڑکی سے شادی کی تھی نہ اب دیکھ لو اس کے کارنامے" وہ اپنی بات کہتے وہاں رکی نہیں

جبکہ اشعر ایک بار پھر لاؤنج میں اکیلا تھا۔اسے یاد آرہا تھا کہ وہ کیسے آبرو کے لیے ہر بار اپنی ماں سے لڑ جاتا تھا اور اس نے اس کی محبت کا یہ صلہ دیا تھا کہ وہ آج اپنے ماں باپ سے نظریں ملانے کے قابل نہ تھا، جس کی وجہ صرف اسکی ایک بے معنی ضد تھی۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا، نور نے تمہیں خواہ مخواہ پریشان کیا" وہ بیڈ پر نیم دراز تھیں، جبکہ تاشفین ان کا بی پی چیک کر رہا تھا۔

"بھائی اموجان جھوٹ بول رہی ہیں، ان کی طبیعت بہت خراب تھی، ان سے ہلا تک نہیں جا رہا تھا، میں نے بہت مشکل سے انہیں سنبھالا ہے" سبرینہ کی حالت کچھ دیر پہلے واقعی بگڑ گئی تھی۔تاشفین نے خاموشی سے بی پی اپریٹس سائیڈ پر رکھا اور سبرینہ کی جانب دیکھتا بولنے لگا،

"آپ نے دوپہر میں کیا کھایا تھا اموجان؟"

"صرف ایک گلاس جوس پیا تھا بھائی" جواب نور کی جانب سے آیا، جس پر تاشفین نے خفگی سے سبرینہ کی جانب دیکھا،

"اموجان آپ اپنا خیال کیوں نہیں رکھتیں، میں نے پہلے بھی بہت بار آپ سے کہا ہے کہ آپ کھانے پینے میں یوں لاپرواہی مت کیا کریں مگر آپ میری بات نہیں مانتیں" سبرینہ اسکی بات کے جواب میں خاموش رہیں، ان کی اس خاموشی پر تاشفین ایک دم ٹھٹکا،

"نور تم اموجان کے لیے کچھ کھانے کو لے آؤ پھر مجھے انہیں میڈیسن دینی ہے" نور تاشفین کی بات پر اثبات میں سر ہلاتی کمرے سے چلی گئی۔

"اموجان" تاشفین کے پکارنے پر سبرینہ نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھاتے اپنے بیٹے کی جانب دیکھا، جو ان کا حاصلِ زیست تھا!

"مجھے بھی نہیں بتائیں گی کہ کیا بات ہے؟" آنسو بے اختیار رخسار پر بہنے لگے، تاشفین نے انکے آنسو صاف کرتے، ان کا ہاتھ تھاما جس پر وہ بولنے لگیں۔

www.novelsclubb.com

"آج۔۔۔۔آج 30 سال ہوگئے ہیں تاشفین، 30 سال" وہ رو رہی تھیں، ان کی اس ادھوری بات کے باوجود بھی تاشفین سب سمجھ گیا تھا کہ وہ کس بارے میں بات کر رہی ہیں۔ وہ اپنی ماں کی ہر ایک ایک اذیت کا گواہ تھا۔

"میں وہ منظر، وہ لمحے۔۔۔۔آج بھی نہیں بھول پاتی تاشفین" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولیں،

"میں۔۔۔میں چاہتی ہوں کہ میری یادداشت سے۔۔۔وہ سب تلخ یادیں مٹ جائیں مگر۔۔۔۔" وہ رو رہی تھیں، تاشفین نے آگے بڑھتے انہیں گلے لگایا،

"مت روئیں اموجان" وہ ان کو سہلاتا بولا،

"خود کو سنبھالیں، آپ کو معلوم ہے نہ آپ کے یہ آنسو مجھے کتنی تکلیف دیتے ہیں" وہ ان کے آنسو صاف کرتا بولا،

www.novelsclubb.com

"میں کیا کروں تاشفین، مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔۔۔۔میں وہ سب بھولنا چاہتی ہوں مگر۔۔۔۔۔میں نہیں بھول پاتی" ان کا ہر آنسو تاشفین کے دل پر گر رہا تھا اور ہر آنسو کے ساتھ تاشفین کی "فیضان صدیقی" نام کے اس شخص سے نفرت بڑھتی جا رہی تھی۔وہ شخص اسکا باپ تھا جسے اس نے اپنی پوری زندگی میں ایک بار بھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی دیکھنا چاہتا تھا۔اس نے انہیں اپنے ساتھ لگاتے ان کا ماتھا چوما اور آنسو صاف کرتا بولا،

"اموجان ادھر دیکھیں، میری طرف" اس نے ان کا چہرہ اپنی جانب کیا، جس پر سبرینہ اسکی جانب دیکھنے لگیں،

www.novelsclubb.com

"خود کو یوں اذیت مت دیا کریں اموجان، یہ زندگی پہلے ہی آپ کے بہت امتحانات لے چکی ہے، خود کو مزید پریشان مت کیا کریں، بس ایک بات یاد رکھیں" وہ انکی آنکھوں میں دیکھتا بول رہا تھا،

"چاہے جو بھی ہو میں، آپ کا بیٹا! آپ کا خون! ہمیشہ آپ کے ساتھ کھڑا رہوں گا" اسکی بات پر سبرینہ کے لبوں کو ایک آسودہ مسکراہٹ نے چھوا کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ سامنے بیٹھا وجود ہی ان کے جینے کی وجہ تھا۔

"اوکے امل بائے، کل ملاقات ہوگی" رتبہ نے امل کے ہمراہ قدم اٹھاتے اسے مخاطب کیا۔وہ دونوں یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں موجود تھیں۔

"بائے" امل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔رتبہ قدم اٹھاتی یونیورسٹی کے گیٹ کی جانب بڑھ گئی جبکہ امل کچھ فاصلے پر لگے بینچز میں سے ایک بینچ پر جا بیٹھی اور موبائل آن کرتے ایک میسج ٹائپ کرنے لگی، موبائل بند کرتے اس نے سکرین پر دیکھا، شام کے 5 بج چکے تھے۔ابھی کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ اچانک اسے اپنے برابر میں کوئی بیٹھتا ہوا محسوس ہوا، اس نے گردن موڑ کر دیکھا، آنے والا شہریار تھا!

"تمہاری خاص دوست چلی گئی؟" وہ ہنستا ہوا بولا، جس پر امل نے اس کی جانب دیکھتے جواب دیا،

"وہ اور میری خاص دوست!" وہ استہزائیہ ہنسی،

"خیر وہ تو یہی سمجھتی ہے" شہریار کی بات پر امل فوراً بولی،

"تو اسے اس بات کا احساس دلانے والی بھی تو میں ہی ہونہ" وہ مسکراتے ہوئے بولی اور ایک دم چہرے کے تاثرات تبدیل کرتے اس نے اپنی بات مکمل کی،

"اور جلد اس نام نہاد دوستی کا اختتام کرنے والی بھی میں ہی ہوں گی" اس کا لہجہ سخت تھا۔

www.novelsclubb.com

"یعنی اس دوستی کا اختتام ہونے میں صرف کچھ وقت باقی ہے؟" شہریار سامنے سے گزرتے سٹوڈنٹس کی جانب دیکھتا بولا،

"بالکل، تم دیکھنا کیسے میں سب کے سامنے اسے اس کی اوقات یاد دلاؤں گی" وہ نفرت سے بولی،

"یعنی بہت جلد رتبہ صدیقی کی عزت کا تماشہ ہم سب انجوائے کرنے والے ہیں" اس کا لہجہ ہتک آمیز تھا، امل اس کی بات پر اثبات میں سر ہلاتے دوبارہ بولی،

"تم نے سب ریڈی کر لیا ہے نہ شہری؟" اس کی بات پر شہریار مسکرایا،

"یس امل، ڈونٹ یوو ری، ایک ایک چیز تیار ہے بس انتظار ہے تو اس گھڑی کا جب سب کے سامنے میں اسے بے عزت کروں گا" اس کے لہجہ سرد تھا۔

"بہت انتظار کیا ہے ہم دونوں نے اس وقت کا!" امل کی بات پر شہریار نے اسکی جانب دیکھا،

"بالکل اور بہت جلد ہم دونوں کے انتظار کا پھل ہمیں ملتے، ہمارا انتقام پورا ہو جائے گا" اسکی بات پر امل نے اثبات میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

وہ صوفے پر بیٹھی، لیپ ٹاپ گود میں رکھے کام میں مصروف تھی۔ کچھ دن بعد کورٹ میں اس کیس کی پہلی پیشی تھی اور ابھی بہت کام باقی تھا۔ سامنے رکھے ٹیبل پر چائے کا بھاپ اڑاتا کپ موجود تھا، اس نے کپ پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا کہ بیل کی آواز نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا، وہ لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھتے اٹھ کھڑی ہوئی اور دوپٹہ اوڑھتے قدم گیٹ کی جانب بڑھائے۔ گیٹ کھولتے اس کی نظر سامنے کھڑے اشعر پر پڑی اور اسی وقت دونوں کی نظریں ملیں، دونوں کے چہرے کے تاثرات سرد اور سخت تھے۔ آبرو نے سلام کرتے اسے اندر آنے کا راستہ دیا جس پر وہ بغیر جواب دیے اندر داخل ہو گیا۔ آبرو کو اس کی یہ حرکت شدید ناگوار گزری، وہ گیٹ بند کرتے اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگی۔ لاؤنج میں داخل ہوتے خاموشی نے اشعر کا استقبال کیا۔ آبرو کے کچھ کہنے سے پہلے صالحہ بیگم اپنے کمرے سے نکلتیں لاؤنج میں آئیں،

www.novelsclubb.com

"اشعر بیٹا تم، آؤ بیٹھو" وہ مسکراتے ہوئے بولیں،

"میں یہاں بیٹھنے نہیں آیا چچی" وہ روکھے انداز میں بولا، اسکے جواب پر صالحہ بیگم کے لبوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی جبکہ اس کی یہ بات لاؤنج میں داخل ہوتی آبرو نے بھی سنی،

"میں یہاں صرف اپنی بات دہرانے آیا ہوں کہ ابھی بھی وقت ہے آپ آبرو کو سمجھائیں کہ یہ اپنی ضد چھوڑ دے" اس کی بات پر آبرو فوراً بولی،

"یہ میری۔۔۔"

"اسے سمجھائیں کہ یہ اپنی اس فضول اور بے معنی ضد کو چھوڑ کر امی اور ابو سے معافی مانگے" وہ اس کی بات کاٹتے بلند آواز میں بولا، اسکی اونچی آواز سنتے کمرے میں موجود رتبہ اور اصباح بھی باہر آ گئیں۔

"کس بات کی معافی؟"آبرو کی آواز بھی کم نہ تھی۔صالحہ بیگم چہرے پر متفکر تاثرات سجائے انہیں دیکھ رہی تھیں آبرو کے سوال پر وہ اس کی جانب مڑا،

"تمہاری اس ضد کی وجہ سے جو تکلیف انہیں پہنچی ہے،اس کی معافی!"وہ اکھڑے لہجے میں بولا،

"میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا،جس پر مجھے کسی سے بھی معافی مانگنی پڑے بلکہ یہی بات اگر آپ اپنے بھائی۔۔۔۔"

"میرے بھائی کو بار بار بیچ میں مت لاؤ،تم پہلے ہی اس کی زندگی میں طوفان لا چکی ہو،اتنی مشکل میں ہے وہ صرف تمہاری وجہ سے۔۔۔"وہ چلایا۔

"اور وہ لوگ جن کی زندگی آپ کے بھائی نے برباد کی ہے،ان کے بارے میں کیا کہیں گے آپ"آبرو نے دوبدو جواب دیا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بس آبرو، خاموش ہو جاؤ، میرے بھائی نے کچھ نہیں کیا، وہ لوگ محض دھوکے باز اور جھوٹے ہیں اور تم۔۔۔۔۔" وہ انگلی اٹھاتے آبرو کو تنبیہہ کرتے بولا، جس پر آبرو بولنے لگی،

"ٹھیک ہے اشعر، مان لی آپ کی ہر بات، ہیں وہ لوگ جھوٹے اور آپ کا بھائی سچا! مگر اب آپ میری بات غور سے سنیے گا" صالحہ بیگم کو معلوم تھا کہ وہ کس بارے میں بات کرنے جا رہی ہے۔

"آج سے پانچ سال پہلے میرے اغوا کی واردات تو یاد ہے نہ آپ کو" اشعر خاموش رہا،

"اس کے پیچھے بھی آپ کے بھائی کا ہاتھ تھا" اس کی بات پر اشعر ہنسنے لگا،

"کوئی اور الزام رہ گیا ہے جو تم میرے بھائی پر لگانا چاہتی ہو" آبرو فوراً بولی، لاؤنج میں کھڑے باقی نفوس ان کے درمیان ہونے والی اس تکرار کے شاہد تھے۔

میں سچ کہہ رہی ہوں اشعر، میرے اغوا کے پیچھے عماد کا ہی ہاتھ "

"تھا، آپ۔۔۔۔۔

"اپنی بکواس بند کرو آبرو، تمہیں کیا لگتا ہے تم میرے بھائی کے خلاف جو چاہو بولتی جاؤ گی اور میں سن لوں گا" وہ دھاڑا،

"آج تم اس کے سر اپنے اغوا کا الزام ڈال رہی ہو تو کل کو تم کہو گی کہ میرا بھائی قاتل بھی ہے" اس نے قدم آبرو کی جانب بڑھائے اور انگلی اٹھاتے اسے وارن کرنے لگا،

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو آبرو کہ میں تمہاری کسی بھی بات پر یقین نہیں کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرا بھائی کیسا ہے" وہ انجان تھا بہت سی چیزوں سے، بے خبر تھا بہت سے معاملات سے، اور یہ بے خبری مستقبل میں اس کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہونے والی تھی۔

"امی تمہارے بارے میں بالکل ٹھیک کہتی تھیں آبرو، بالکل ٹھیک، میں ہی پاگل ہوں بلکہ تھا! اب میری آنکھوں پر بندھی پٹی بھی کھل چکی ہے اور مجھے لوگوں کے اصل چہرے دکھائی دینے لگے ہیں" وہ بدل گیا تھا، ہاں وہ بدل گیا تھا۔

"کاش کہ آپ اپنی ان آنکھوں سے اپنے بھائی کا اصل چہرہ بھی دیکھ پاتے" آبرو کی بات پر وہ نفی میں سر ہلاتے دوبارہ بولا،

"تمہیں سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، کوئی فائدہ نہیں! تم شوق سے اپنی ضد پوری کرو مگر دیکھنا تمہاری اس ضد کا انجام کتنا بھاری ہو گا کیونکہ اب میں تمہیں تمہاری زبان میں ہی جواب دوں گا" وہ کہتے وہاں رکا نہیں اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس چلا گیا۔ آبرو نے آنکھیں زور سے بند کرتے گہری سانس لی۔ اصباح اور رتبہ نے آج تک اشعر کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ صالحہ بیگم آبرو کے قریب آئیں اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے اپنی جانب متوجہ کیا،

"پریشان مت ہو بیٹا، میں تمہارے ساتھ ہوں" آبرو نے ان کی جانب دیکھا، صالحہ بیگم نے آنکھیں بند کرتے اسے اپنے ساتھ ہونے کا احساس دلایا، آبرو کے لبوں کو آسودہ مسکراہٹ نے چھوا، اس کی آدھی پریشانی ایک دم دور ہو گئی۔ وہ اس کی ماں تھیں اور اب انکا ساتھ اسے ان مشکلات کا سامنا کرنے کی مزید طاقت دے رہا تھا۔

وہ گاڑی سے اترتے تیز تیز قدم اٹھاتی ریسٹورنٹ کے اندر داخل ہوئیں، آس پاس موجود لوگ بھی ان کی جانب متوجہ ہوئے، گہرے نیلے رنگ کا لباس پہنے وہ اس وقت بہت غصے میں تھیں۔ اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے اپنی متلاشی نظریں ادھر ادھر گھمائیں کہ ایک ٹیبل پر وہ انہیں سامنے بیٹھا دکھائی دیا۔ وہ قدم اٹھاتیں اس ٹیبل تک گئیں اور کھڑے کھڑے اسے مخاطب کیا،

"کیوں بلایا ہے تم نے مجھے یہاں؟" ان کے سوال پر سامنے بیٹھا شخص مسکرایا۔

"بیٹھ جائیں فائقہ بیگم ،بیٹھ جائیں، آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے" فائقہ بیگم ناچاہتے ہوئے بھی بیٹھ گئیں اور اپنا پرس ٹیبل پر رکھا۔

"میرے پاس اتنا فضول وقت نہیں ہے کہ تمہارے ساتھ بیٹھ کر تمہاری باتیں سنوں، اس لیے جو بھی بات ہے جلدی کرو" فائقہ بیگم غصے سے بولیں مگر آواز زیادہ اونچی نہ تھی۔

"اطمینان رکھیے فائقہ بیگم، میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا" وہ بولنے لگا جبکہ نگاہوں کا مرکز اپنے ہاتھ کا جلا ہوا حصہ تھا۔

"مجھے 15 لاکھ روپے چاہیے" اسکی بات پر فائقہ بیگم کا دماغ بھک سے اڑا،

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نہ، ابھی دو ہفتے پہلے ہی تو میں نے تمہیں 10 لاکھ کا چیک دیا ہے اور اب تم۔۔۔" فائقہ بیگم کی آواز کچھ بلند ہوئی،

"میں تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں دوں گی" وہ غصے سے بولیں۔

"مجھے یہ رقم اسی ہفتے چاہیے" وہ شخص اطمینان سے بولا،

"لگتا ہے تمہارا دماغ واقعی خراب ہو گیا ہے! میں تم سے کہہ رہی ہوں کہ میں تمہیں ایک پیسہ نہیں دوں گی اور تم۔۔۔۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں، سامنے بیٹھے شخص کے چہرے پر اب بھی اطمینان برقرار تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے تم جو کہو گے میں کرنے کو تیار ہو جاؤں گی ہاں! بالکل نہیں میں اس بار تمہیں ایک پیسہ نہیں دوں گی" وہ ٹیبل پر پڑا اپنا پرس اٹھاتی بولیں،

"سوچ لیں فائقہ بیگم، ایک بار سوچ لیں" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا،

"میں اچھی طرح سوچ چکی ہوں کہ میں اب۔۔۔۔"

"میں نے کہا ایک بار اچھی طرح سوچ لیں کیونکہ اگر میری زبان کھل گئی تو آپ کے پاس کچھ بھی باقی نہیں رہے گا" وہ انکی بات کاٹتا بولا، کچھ پل کے لیے فائقہ بیگم خاموش ہو گئیں مگر پھر بولنے لگیں،

www.novelsclubb.com

"تم مجھے یوں بلیک میل نہیں کر سکتے" اس باران کا لہجہ کمزور تھا۔

"میں بلیک میل نہیں کر رہا، حقیقت بتا رہا ہوں کہ اگر میری زبان کھل گئی تو آپ خالی ہاتھ رہ جائیں گی" وہ اطمینان سے بولا، فائقہ بیگم دوبارہ بیٹھ گئیں،

"مگر میں تمہیں اتنی بڑی رقم۔۔۔"

"بڑی رقم کہاں ہے فائقہ بیگم! صرف 15 لاکھ ہی تو ہیں" وہ انکی جانب دیکھتا بولا،

"اور مشہور بزنس مین فیاض لاشاری کی بیوی کے لیے تو 15 لاکھ بہت معمولی رقم ہے" اسکی بات پر فائقہ بیگم چہرے پر پریشانی کے تاثرات سجائے بولیں،

"تم میری بات نہیں سمجھ رہے، میں۔۔۔۔"

"چلیں میں آپ کو کچھ رعایت دیتا ہوں، ایک ہفتے کی بجائے آپ 10 دن تک یہ رقم میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروا دیجیے گا" اس نے دوبارہ ان کی بات کاٹی،

"مگر میں۔۔۔" فائقہ بیگم کے لہجے میں بے بسی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اسی میں آپ کی بھلائی ہے فائقہ بیگم" اس بار اس کے لہجے میں وارننگ تھی۔فائقہ بیگم خاموش ہو گئیں کیونکہ اب خاموشی کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی اموجان؟" زاویار کمرے میں داخل ہوا، جہاں سامنے بیڈ پر سبرینہ اور نور بیٹھی تھیں۔وہ دونوں اسکی جانب متوجہ ہوئیں، دیوار پر موجود گھڑی اس وقت شام کے آٹھ بجا رہی تھی۔سبرینہ کی طبیعت کل کی نسبت اب کافی بہتر تھی۔زاویار بیڈ پر سبرینہ کے قریب بیٹھ گیا۔

"اللہ کا شکر ہے بیٹا، اب بہت بہتر ہے" سبرینہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے جواب دیا۔

"نور آپ کا خیال نہیں رکھتی نہ اموجان" زاویار کی اس بات پر نور نے غصے سے اس کی جانب دیکھا اور بولنے لگی،

"واہ کہہ بھی کون رہا ہے! خود تو پورا پورا دن گھر سے باہر ہوتے ہو اور مجھے کہہ رہے ہو کہ میں امو جان کا خیال نہیں رکھتی" نور کی بات پر زاویار آنکھیں گھماتے بولنے لگا،

"میں نے سوچ لیا ہے کہ اب مجھے ہی امو جان کے لیے کچھ کرنا ہو گا" وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتا اپنی کہنے لگا، سبرینہ اور نور نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا،

"یعنی کہ نور تو اب آپ کا خیال نہیں رکھتی تو ہمیں گھر میں کسی ایسے انسان کو لانا ہو گا جو امو جان کا خاص خیال رکھے" نور نے خفگی سے اسے دیکھا جبکہ اسکی بات پر سبرینہ مدھم مسکرائی،

"ڈاکٹر صاحب تو ابھی راضی نہیں ہیں تو مجھے ہی قربانی دینی ہو گی" وہ دونوں سمجھ چکی تھیں کہ اس کا اشارہ کس جانب ہے۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دیکھیں اموجان یہ کیسے آپ کی طبیعت کا بہانہ بنا کر اپنا مطلب نکال رہا ہے، کتنی جلدی ہے اسے شادی کی !"نور کے بولنے پر سبرینہ ہنسنے لگی،

"آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے اموجان ؟گھر میں ہر وقت کتنا سناٹا ہوتا ہے نہ کوئی ہلچل نہ کوئی مزہ، کچھ بھی نہیں" وہ قدرے افسوس سے بولا،

"تو پھر بتاؤ تمہیں کیسی لڑکی چاہیے ؟"سبرینہ کے بولنے پر زاویار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی،

"اموجان آپ اس کی باتوں میں مت آئیں، پہلے بھائی کی شادی ہوگی پھر اس کی باری آئے گی"نور نے سبرینہ کی جانب دیکھتے کہا،

"تم خاموش رہو نور، اچھی لڑکیاں بڑوں کے معاملات میں نہیں بولتیں" زاویار کی بات پر نور نے غصے سے زاویار کو گھورا اور بولی،

"تو پھر ٹھیک ہے امو جان ہم زاوی کے لیے ایسی لڑکی لائیں گے جو بہت کم بولتی ہو بلکہ گونگی لڑکی ٹھیک رہے گی" سبرینہ اس کی بات پر ہنسنے لگیں،

"بالکل بھی نہیں، مجھے ہر وقت چپ رہنے والی، معصوم لڑکیاں بالکل نہیں پسند !" زاویار نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا،

"تو پھر کیسی لڑکیاں پسند ہیں تمہیں ؟" سبرینہ نے دوبارہ زاویار سے اسکی پسند پوچھی،

"بالکل میرے جیسی ! ذہین، خوبصورت اور ہر وقت ایکٹو رہنے والی ! میں ایک بات کہوں تو وہ دو سنائے، میں ایک پلیٹ توڑوں تو وہ دو پلیٹ توڑے !" زاویار کی اس بات پر نور فورا بولی،

"استغفراللہ یہ کیسی مثال تھی زاوی !"

"میں نے اپنی پسند بتائی ہے" زاویار مزے سے بولا،

"تمہاری پسند کا تو اللہ ہی مالک ہے"

"کیوں تمہیں اس سے کیا مسئلہ ہے؟" نور نے اپنا رخ سبرینہ کی جانب موڑا،

"مسئلہ ہی مسئلہ ہے، ہم سے ایک تم سنبھالنے نہیں جاتے اگر تم جیسی ایک اور آگئی تو ہمارا گھر تو چڑیا گھر بن جائے گا" نور کی بات پر زاویار کے دماغ میں ایک خیال نمودار ہوا،

"میں سوچ رہا ہوں اموجان کہ کیوں نہ ہم سب سے پہلے نور کو ہی رخصت کر دیں تاکہ یہ ظالم نند بن کر میری بیوی پر ظلم نہ کر سکے" نور نے فوراً اسکے بازو پر چپت رسید کی،

"تمہیں شرم نہیں آتی زاوی، ایسی بات کرتے ہوئے" وہ خفگی سے بولی،

"نہیں بالکل نہیں!" وہ ڈھٹائی سے بولا، اس سے پہلے کہ نور کچھ کہتی زاویار کا فون بجنے لگا،

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اموجان میرے مشورے پر سوچیے گا ضرور!" وہ کہتا بیڈ سے اٹھا اور کمرے سے چلا گیا،

"بدتمیز نہ ہو تو!" نوراب تک اس کی بات پر خفا تھی جبکہ سبرینہ ان کی اس نوک جھوک پر ہمیشہ کی طرح مسکرا رہی تھیں۔ یہ اولاد ہی تو اُن کا کل سرمایہ تھی، ان کی زندگی میں رنگ انہیں کی بدولت تھے۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھی اس وقت بہت مطمئن اور پرسکون تھی۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی پولیس اسٹیشن سے واپس آئی تھی، اسلم سرکاری گواہ بننے کے لیے راضی تھا، وہ عدالت میں سرکاری گواہ بنتے تمام جرائم کا اعتراف کرنے والا تھا۔ آبرو بہت خوش تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسلم کی گواہی کے بعد اس کیس میں اور کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی اور فیصلہ وردہ کے حق میں ہی سنایا جائے گا۔ اسلم کے مطابق وہ اسے اگلی پیشی تک ضمانت پر رہا کروا کر آئی تھی، تین دن بعد ہونے

والی پیشی میں اس کا پیش ہونا بہت ضروری تھا تاکہ کیس کو مزید ٹالنے کی بجائے، جلد فیصلہ کرتے وردہ کے مجرموں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔موبائل پر ہوتی بیل نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کی،اس نے ہاتھ بڑھاتے فون اٹھایا اور کال اٹینڈ کرتے فون کان سے لگایا،

"ہیلو" وہ پر سکون انداز میں بولی مگر دوسری جانب سے کہی جانے والی بات سنتے اسکے چہرے کا سکون غائب ہوا، چہرے کے تاثرات سخت ہوئے، آنکھوں میں ناگواری در آئی۔کچھ لمحے بعد وہ فون کاٹ چکی تھی۔ایک پر سکون اور اطمینان بھری خبر کے بعد اب اسے ایک بری خبر سننے کو ملی تھی۔عماد کو رہا کروالیا گیا تھا اور اسے رہا کروانے والا شخص اشعر صدیقی تھا۔اس نے گہرا سانس لیا،اس جنگ میں اس کے مخالف اس کے اپنے تھے، خون کے رشتے اور اپنوں سے ہونے والی جنگیں، قانونی جنگوں سے بہت مختلف ہوا کرتی ہیں۔جب مخالف آپ کے اپنے

www.novelsclubb.com

ہوں تو رشتوں کی ڈور ہمیشہ آڑے آجاتی ہے، جسے کے ٹوٹنے پر بھی اپنے ہاتھ زخمی ہوتے ہیں اور بچا لینے پر بھی اپنا ہی وجود زخمی ہوتا ہے!

رتبہ آج صالحہ بیگم کے ہمراہ سبرینہ کی عیادت کے لیے انکے گھر آئی تھی۔ وہ صالحہ بیگم کے ساتھ لاؤنج میں موجود صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ سامنے سبرینہ کے ساتھ بیٹھی نور اس سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ زاویار لاؤنج میں داخل ہوا، سب اسکی جانب متوجہ ہوئے۔ ہاتھ میں پکڑا ہیلمٹ اور سیاہ پینٹ کوٹ اس بات کی علامت تھا کہ وہ ابھی کورٹ سے آیا تھا۔ وہ انہیں سلام کرتے سیڑھیاں چڑھتا اوپر چلا گیا۔ اس نے ایک بار بھی رتبہ کی جانب نہیں دیکھا اور یہ بات رتبہ نے بخوبی محسوس کی، اسے ایک دم خیال آیا کہ شاید یہ اس دن ان دونوں کے درمیان ہوئی گفتگو کا نتیجہ ہے۔ رتبہ کو احساس ہوا کہ اسے اس دن زاویار کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا۔ کچھ دیر بعد نور رتبہ کو اپنے ساتھ لیے اوپر اپنے

کمرے میں آئی کہ اچانک کچھ یاد آنے پر وہ رتبہ کو وہیں بیڈ پر بیٹھنے کا کہتے کمرے سے چلی گئی۔رتبہ وہیں بیٹھی آس پاس موجود چیزیں دیکھنے میں مصروف تھی کہ اسے سامنے سے زاویار گزرتا دکھائی دیا،وہ تیزی سے اٹھتی دروازے کے قریب گئی اور وہیں سے اسے پکارا،

"زاویار"رتبہ کی آواز پر وہ رکا،وہ اسکی آواز پہچانتا تھا،اس کے منہ سے اپنا نام سنتے وہ مسکرایا مگر پھر اپنی مسکراہٹ چھپاتے وہ پلٹا اور اسے دیکھتے اپنی جانب اشارہ کیا گویا پوچھنا چاہتا ہو کہ وہ اسے ہی بلا رہی ہے یا کسی اور کو!زاویار کی اس اوور ایکٹنگ پر رتبہ کا دل چاہا کہ وہ اپنا سر پیٹ لے مگر مجبوراً اثبات میں سر ہلاتے اسے وضاحت دی کے وہ اسے ہی بلا رہی ہے۔زاویار چلتا ہوا اس کے پاس آیا،

"جی کہیے"وہ جان بوجھ کر اپنے لہجے میں بے زاری لیے بولا،

"وہ مجھے تم سے کچھ کہنا تھا"رتبہ نے بات کا آغاز کیا،

www.novelsclubb.com

"جی کہیں میں سن رہا ہوں" وہ مصروف انداز میں اپنا موبائل نکالتے بولا، رتبہ کو اس وقت اس پر شدید غصہ آرہا تھا مگر اس سے بات کرنا بھی ضروری تھا۔

"شکریہ!" رتبہ کے اس ایک لفظی جواب پر وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ کس لیے اسکا شکریہ ادا کررہی ہے مگر وہ زاویار آفریدی تھا، اتنی آسانی سے اسکا شکریہ کیسے قبول کرلیتا۔

"شکریہ؟ کس لیے؟" رتبہ فورا بولی،

"وہ اس دن تم بارش میں مجھے گھر چھوڑنے آئے تھے، تب میں تمہارا شکریہ ادا کرنا بھول گئی تھی" رتبہ کی بات پر زاویار زیرلب مسکرایا۔

"اوہ تو آپ آج میرا شکریہ ادا کرنے میرے گھر آئی ہیں!" اسکی بات پر رتبہ آنکھیں گھماتے بولی،

"خوش فہمی ہے تمہاری! وہ تو میں نے سوچا کہ کسی کا احسان زیادہ دیر تک نہیں رکھنا چاہیے" اس کے اس جواب پر زاویار ہنستے ہوئے بولا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اوہ، تو شکریہ ادا کر کے آپ نے اپنا احسان اتار دیا واہ!" وہ متاثر ہوا،

"ہاں بالکل!" رتبہ کے اس جواب پر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا نور ان دونوں کو کمرے سے باہر کھڑا دیکھتے انکے پاس آئی۔ نور کے یہاں آنے پر رتبہ کو فوراً اپنی پوزیشن کا احساس ہوا، اس نے مسکراتے ہوئے نور کی جانب دیکھا اور سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی کہ زاویار کی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی،

"نور مہمانوں کو کھانے کا ضرور پوچھنا کیونکہ گھر آئے مہمانوں کی میزبانی کرنا میزبان کا فرض ہوتا ہے!" رتبہ سمجھ گئی تھی کہ اس کا اشارہ کس جانب تھا۔ رتبہ کو فوراً اسے شکریہ بولنے پر افسوس ہوا۔ وہ سیڑھیاں اترنے لگی،

"یہ کیا فضول بات کی ہے تم نے زاوی" نور غصے سے بولی،

"میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا، میں تو کب سے خاموش کھڑا ہوں" زاویار کی نظروں کا مرکز سیڑھیاں اترتی رتبہ تھی۔ نور نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور زاویار کو مخاطب کرتے بولی،

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ زاوی!" وہ مسکرا رہی تھی۔

"ہاں ہاں، بالکل ٹھیک ہے، ایک دم فٹ!" جواب فوراً آیا،

"کہیں تمہیں محبت تو نہیں ہو گئی؟" نور کا یہ سوال ایک دم غیر متوقع تھا۔ زاویار نے فوراً اسکی جانب دیکھا،

"محبت اور میں!" وہ استہزایہ ہنسا،

تمہیں پتا ہے نور کے دنیا کے سب سے فارغ لوگ کیا" نور نے نفی میں سر ہلایا،

"کرتے ہیں؟

"محبت! اور زاویار آفریدی کے پاس کرنے کو بہت کام ہیں" وہ مزے سے کہتا وہاں سے چلا گیا جبکہ نور اسکی فضول باتوں پر سر جھٹکتی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔بیڈ پر پڑے موبائل پر ایک میسج موصول ہوا، جس سے موبائل کی سکرین روشن ہوئی اور ساتھ بیٹھے وجود کی شناخت ہوئی۔وہ فائقہ لاشاری تھیں جو اپنے کمرے میں آنکھیں موندے بیڈ پر بیٹھیں اس وقت شدید پریشان تھیں۔کچھ دیر پہلے ہی وہ اس ریسٹورنٹ سے واپس آئی تھیں اور وہاں ہونے والی اس بحث نے ان کا سکون چھین لیا تھا۔انہیں ماضی میں کی گئی اپنی وہ غلطی شدت سے یاد آنے لگی، جس کی وجہ سے انہیں آج یہ دن دیکھنا پڑ رہا تھا۔30 سال ہونے کو آئے تھے مگر آج بھی وہ اس بے چینی سے جان نہیں چھڑا پائی تھیں۔کاش وہ ماضی میں جلد بازی میں وہ فیصلہ نہ کرتیں، خدا کی رحمت پر یقین رکھتیں تو آج پر سکون ہوتیں۔آنکھیں کھولتے ان کی نظر سامنے دیوار پر لگی اس تصویر پر پڑی۔اس تصویر میں فائقہ بیگم کی ایک جانب شاہزین جبکہ دوسری جانب شہریار کھڑا مسکرا رہا تھا۔اس تصویر کو دیکھتے ان کے ذہن کے پردے پر ماضی کا وہ منظر لہرایا۔ہسپتال کا وہ منظر جہاں سے اس معاملے کا آغاز ہوا تھا۔ان کے دل میں

www.novelsclubb.com

آج بھی وہ راز موجود تھا جو عیاں ہوتے ہی انکی زندگی برباد کر سکتا تھا۔وہ راز ایک کڑوا سچ تھا کہ شاہزین لاشاری ان کی اپنی اولاد نہ تھا!

وہ کسی اور کے جگر کا ٹکڑا تھا، کسی کی خوشیوں کی نوید تھا۔ان تمام خوشیوں سے اس کے والدین کو محروم کرتے فائقہ بیگم نے وہ خوشیاں اپنی جھولی میں ڈالی تھیں۔وہ کوئی لاوارث بچہ نہ تھا بلکہ فائقہ بیگم بخوبی جانتی تھیں کہ شاہزین لاشاری کے حقیقی والدین کون تھے! انہوں نے اس کی ماں کے آنسو اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے کیونکہ شاہزین کسی اور کا نہیں بلکہ فیاض لاشاری کی کمپنی کے ایک ایمپلائی حیات صدیقی کا بیٹا تھا، جسے ایک سازش کے تحت فائقہ بیگم اپنی اولاد بنا چکی تھیں مگر آج وہ اس فیصلے کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تصور کرتی تھیں۔آج شاہزین انکے اپنے سگے بیٹے شہریار لاشاری کے ساتھ دولت میں شراکت دار تھا۔وہ بہت بری بری عادتیں اپنا چکا تھا، جس پر انہوں نے شاہزین کو کبھی روکا نہ تھا اور سب سے بڑھ کر وہ شخص جو اس راز میں ان کا شریک تھا، وہ 30 سال سے مسلسل انہیں

www.novelsclubb.com

بلیک میل کر رہا تھا جس پر وہ اسے پیسے دیتے اس کا منہ بند کروانے کی کوشش کر رہی تھیں مگر دن بہ دن وہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہو رہی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ اگر آج یہ راز فاش ہو جاتا ہے تو وہ اپنا سب کچھ گنواتے خالی ہاتھ رہ جائیں گی۔

اس نے ٹیبل پر پڑا اپنا کیچر اٹھاتے، بالوں کو جوڑے میں قید کیا اور قدم اٹھاتی لاؤنج میں آگئی، جہاں اسے سامنے ہی صالحہ بیگم اور اصباح بیٹھی دکھائی دیں، وہ چلتی ہوئی ان کے پاس آ بیٹھی کہ رتبہ ہاتھوں میں ٹرے اٹھائے ان کے پاس آئی، ٹرے میں چائے کے پانچ کپ موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ ان سب کے درمیان الفاظ کا کوئی تبادلہ ہوتا، باہر گیٹ پر ہوتی تیز دستک نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا، کوئی زور زور سے دروازہ پیٹ رہا تھا کہ کارپٹ پر بیٹھی حرم فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور تیزی سے گیٹ کی جانب بھاگی، گیٹ کھلتے ہی اسے سامنے عماد کھڑا نظر آیا جو گیٹ کھلتے ہی تیزی سے اندر داخل ہوا، غصہ اس کے چہرے سے عیاں تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا

www.novelsclubb.com

لاؤنج میں آیا، اسے دیکھتے ہی وہ سب اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔اس نے قدم آبرو کی جانب بڑھائے۔آبرو بھی قدم اٹھاتے اس کی جانب بڑھی،

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا آبرو" وہ آبرو کی جانب دیکھتے، غصے سے بولا،

"ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے عماد، ابھی تو میں تمہیں تمہارے انجام تک پہنچاؤں گی" آبرو بھی جواباً غصے سے بولی،

"تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ تم کس کے ساتھ الجھ رہی ہو، تم مجھے ابھی جانتی نہیں ہو" وہ اونچی آواز میں اسے دھمکی دینے لگا۔

"مجھے واقعی اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنے گھٹیا ہو سکتے ہو" آبرو کی بات پر عماد کے غصے میں اضافہ ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اپنی زبان سنبھال کر بات کرو، تمہارے الفاظ تمہیں بہت مہنگے پڑنے والے ہیں" اس نے قدم آگے بڑھائے، لاؤنج میں موجود باقی سب نفوس انسان کے بھیس میں موجود اس حیوان کو دیکھ رہے تھے۔

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو ہاں! دیکھنا تمہاری یہ اکڑ میں کیسے توڑوں گا" وہ غصے سے ایک ایک لفظ چبا کر بول رہا تھا۔

"تو کیا دوبارہ مجھے اغوا کرواؤ گے؟" عماد کو حیرت کا جھٹکا لگا،

"تم کیا سمجھتے ہو کہ مجھے پتہ نہیں چلے گا، تمہارے خلاف ایک ایک ثبوت موجود ہے میرے پاس" آبرو کا لہجہ سخت تھا۔

"تمہیں تمہارے انجام سے اب کوئی چیز نہیں بچا سکتی" وہ اٹل لہجے میں بولی۔ عین اسی وقت گیٹ کے باہر ایک گاڑی آر کی، گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر آفاق موجود تھا جبکہ دوسری جانب سے رابعہ بیگم گاڑی سے اتریں۔ وہ دونوں قدم اٹھاتے گیٹ

www.novelsclubb.com

کی جانب آئے، گیٹ کھلا دیکھ کر وہ اندر داخل ہوئے، اندر سے آتی آوازوں پر وہ جلدی سے لاؤنج کی جانب بڑھے۔

"پہلے تو میرے بھائی نے تمہیں بدنامی سے بچا لیا تھا مگر اس بار میں تم سب کا وہ حال کروں گا کہ تم لوگ کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں رہو گے" وہ ہر حد پار کر چکا تھا۔اس کے منہ سے نکلنے والے یہ الفاظ پیچھے کھڑے آفاق اور رابعہ بیگم نے بھی سنے تھے۔عماد کی پشت ان کی جانب تھی، آفاق نے تیزی سے آگے بڑھتے، اسے بازو سے پکڑا اور اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا مگر عماد کو دیکھتے انہیں ایک دم حیرت کا جھٹکا لگا۔عماد لڑکھڑاتا ہوا کچھ دور ہوا کہ آفاق کو اسکے کہے الفاظ یاد آئے،

"کیا کہہ رہے تھے تم ہاں کہ کیا کرو گے؟" وہ غصے سے اسکی جانب دیکھتا بولا،

"تم بیچ میں مت بولو ورنہ اچھا نہیں ہو گا" وہ آفاق کو پیچھے ہٹاتا دوبارہ آبرو کی جانب مڑا کہ آفاق نے اسے دوبارہ کھینچتے ہوئے اپنے سامنے کیا،

"ابھی اور اسی وقت یہاں سے دفع ہو جاؤ" آفاق اونچی آواز میں بولا،

"نہ جاؤں تو کیا کر لو گے تم؟" وہ آفاق کی جانب قدم بڑھاتا بولا،

"تم کیا سمجھتے ہو ایک انگوٹھی پہنا کر تم اصباح کو مجھ سے بچا لو گے؟ تم دیکھنا۔۔۔۔۔" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے آفاق کا تھپڑ اس کا منہ بند کروا چکا تھا۔ سب آفاق کی اس حرکت پر حیران ہوئے جبکہ آفاق نے عماد کا گریبان پکڑتے اسے اپنے سامنے کیا اور چہرے پر پتھریلے تاثرات لیے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا بولا،

"اگر آئندہ تم نے اس گھر کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو میں یہ دنیا تمہارے لیے اتنی تنگ کر دوں گا کہ تمہیں سر چھپانے کی بھی جگہ نہیں ملے گی" اس کے الفاظ اور لہجے میں بہت سختی تھی۔

"اور اگر میں ایسا نہ کر سکا تو میرا نام آفاق قریشی نہیں" اس سے پہلے کے آفاق مزید کچھ کہتا رابعہ بیگم نے آگے بڑھتے انہیں الگ کیا۔ عماد اپنا گریبان درست کرتے بولا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دیکھ لوں گا میں تم سب، کسی کو نہیں چھوڑوں گا" وہ غصے سے بولتا باہر کی جانب بڑھنے لگا، آفاق کا لہجہ واقعی اسے خوفزدہ کر گیا تھا۔اسکی بات پر آفاق فورا بولا،

"زندہ بچ کر آج تم بھی یہاں سے نہ جاتے اگر مجھے جلال ماموں کا خیال نہ ہوتا" اسکی بات سنتے عماد گیٹ عبور کر گیا جبکہ آفاق اور رابعہ بیگم کے علاوہ وہاں کھڑے تمام نفوس ابھی تک اس واقعے کے زیرِاثر تھے۔

"تم نے یہ سب ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا بیٹا؟" رابعہ بیگم نے سامنے بیٹھی آبرو کو مخاطب کیا، جو سامنے صالحہ بیگم کے ساتھ بیٹھی انہیں شروع سے لے کر آخر تک ہر بات بتا چکی تھی جبکہ رابعہ بیگم کے ساتھ بیٹھا آفاق چہرے پر سنجیدہ تاثرات لیے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"میں آپ کو کیا بتاتی پھپھو، مجھے تو خود یہ بات ایک ہفتہ پہلے معلوم ہوئی ہے" صوفوں سے کچھ فاصلے پر اصباح اور رتبہ کھڑی ان کی گفتگو سن رہی تھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم نے اشعر سے اس معاملے کے متعلق بات کی تھی؟" آبرو نے صالحہ بیگم کی جانب دیکھا اور بولنے لگی،

"جی پھپھو میں نے اس کیس کے متعلق سب سے پہلے اشعر سے ہی بات کی تھی" آفاق نے بھی آبرو کی جانب دیکھا،

"تو پھر کیا جواب دیا اس نے؟" رابعہ بیگم کے اس سوال پر آبرو انہیں اشعر کے رویے کے بارے میں بتاتی چلی گئی۔

"مجھے اشعر سے ایسی امید بالکل نہ تھی" رابعہ بیگم کے لہجے میں افسوس تھا،

"وہ جلال ماموں کا بیٹا ہے امی" آفاق نے بھی اپنی چپ توڑی،

"آپ کو اس سے ایسے ہی رویے کی امید رکھنی چاہیے تھی" سب آفاق کی جانب متوجہ تھے۔

"آبرو" آفاق نے آبرو کو مخاطب کیا،

"تم یہ کیس ضرور لڑو گی" لاؤنج میں موجود سب نفوس نے آفاق کی جانب دیکھا، آفاق نے اپنی بات جاری رکھی،

"تاکہ عماد جیسا انسان، جو انسان کہلانے کے لائق بھی نہیں ہے، وہ جلد اپنے انجام کو پہنچے" وہ رکا، اصباح آفاق کے چہرے کی جانب دیکھنے لگی،

"تمہیں اس سلسلے میں بالکل بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب تک تمہارا یہ بھائی زندہ ہے، تمہیں اور تمہارے گھر والوں کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا" اصباح کی نظروں کا مرکز رابعہ بیگم کے برابر میں بیٹھا آفاق تھا، جو اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا تھا۔ وہ ہمیشہ سے تحفظ ہی تو چاہتی تھی اور اس کی قسمت میں بھی محافظ لکھا گیا تھا!

آج پہلی بار اسے دیکھتے اصباح کا دل غیر معمولی انداز میں دھڑکا تھا۔ خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے آفاق نے اصباح کی جانب دیکھا، دونوں کی نظریں ملتے ہی اصباح نے فوراً نظروں کا زاویہ بدلہ۔

"آفاق ٹھیک کہہ رہا ہے آبرو، تمہیں کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے" آبروان کی بات پر اثبات میں سر ہلاتے مسکرائی، اسکی مسکراہٹ آسودہ تھی، مشکلیں آسان ہونے لگی تھیں۔

"میں کل پارٹی میں نہیں آپاؤں گی امل" وہ فون کان سے لگائے، اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔اسکی بات سنتے دوسری جانب موجود امل کے چہرے پر ناگواری در آئی،

"مگر رتبہ تم نے تو مجھ سے کہا تھا کہ تم ضرور آؤ گی" امل کی آواز سپیکر پر ابھرتے ہی رتبہ بولنے لگی،

"مجھے یاد ہے امل مگر۔۔۔"

"اگر مگر کچھ نہیں رتبہ، تمہیں آنا ہوگا، میں اس بار انکار نہیں سنوں گی" وہ اسکی بات کاٹتے بولی، وہ اپنا بنایا گیا کھیل یوں برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"میری بات سمجھنے کی کوشش کرو امل، میں نہیں آپاؤں گی" رتبہ کے لہجے میں بے بسی تھی۔ان حالات میں وہ گھر سے نہیں نکل سکتی تھی۔

"تم ایک بار مجھے وجہ تو بتاؤ رتبہ، کیا تمہیں کوئی آنے سے روک رہا ہے؟" امل کی اس بات پر وہ فوراً بولی،

"نہیں، نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے" امل کی آواز پھر سپیکر پر ابھری،

"تو پھر کیا بات ہے رتبہ؟" امل کے دماغ میں اچانک ایک خیال آیا وہ رتبہ کے بولنے سے پہلے بولنے لگی،

"ویٹ آمنٹ، کہیں ایسا تو نہیں کہ تم میرے ساتھ جانا نہیں چاہتی" وہ اسے ایموشنلی ٹریپ کرنے لگی۔

"ایسی بات نہیں ہے امل، تم غلط سمجھ رہی ہو، میں۔۔۔۔"رتبہ کے لہجے سے واضح تھا کہ امل اپنی کوشش میں کامیاب ٹھہری ہے۔

"اٹس اوکے رتبہ، میں سمجھ گئی"امل کے لہجے میں چھپی ناراضگی محسوس کرے رتبہ ہار مانتے ہوئے بولی،

"میں آؤں گی امل، میں آؤں گی"امل کے لبوں کو فتح کی مسکراہٹ نے چھوا،

"تم سچ کہہ رہی ہو نہ رتبہ، دیکھو میں تمہیں فورس نہیں۔۔۔"امل نے بات ادھوری چھوڑ دی،

"آئی نو امل، ڈونٹ وری میں آؤں گی"اس نے اپنی بات دہرائی کہ ذہن میں ایک سوال پیدا ہوا۔

"امل یہ پارٹی کس۔۔۔۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اٹس آ سرپرائز رتبہ" امل اسکی بات کاٹتے بولی، اس سے پہلے کہ رتبہ کچھ اور کہتی اسے سامنے سے آبرو اسی جانب آتی دکھائی دی، اس نے بعد میں امل سے پوچھنے کا ارادہ کرتے فون کاٹ دیا۔

آسمان پر چھائے بادلوں کے ساتھ چلتی ہلکی ٹھنڈی ہوا ماحول کو خوشگوار بنا رہی تھی مگر گاڑی میں بیٹھے اس انسان پر اس ماحول کا کوئی اثر نہ تھا۔ گاڑی اپنی منزل پر پہنچتے رک گئی۔ گاڑی کی پچھلی سیٹ سے اترنے والی صائمہ تائی تھیں۔ چہرے پر ناگوار تاثرات لیے وہ قدم اٹھاتی گیٹ تک گئیں اور بیل پر ہاتھ رکھتے آس پاس نظر دوڑانے لگیں، یہ گلی محلے انہیں ہمیشہ سے ہی ناپسند تھے۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا، دروازہ کھولنے والی حرم تھی، اس نے انہیں اندر آنے کا راستہ دیا، وہ ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالتی اندر داخل ہوئیں۔ لاؤنج میں پہنچتے انہیں سامنے ہی اصباح بیٹھی دکھائی دی جو ایک صوفے پر بیٹھی کتاب پڑھنے میں مصروف تھی۔ صائمہ تائی

پر نظر پڑتے ہی وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی،اس کے کچھ کہنے سے پہلے صائمہ تائی بولنے لگیں،

"ماں کہاں ہے تمہاری؟ لہجے میں ناگواری تھی۔

"آپ بیٹھیں تائی جان میں امی کو بلاتی۔۔۔" وہ اصباح کی بات کاٹتے بولیں،

"میں یہاں بیٹھنے نہیں آئی! اپنی ماں کو بلاؤ مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے" ان کی بات پر اصباح فوراً کمرے میں چلی گئی۔کچھ دیر بعد صالحہ بیگم اصباح کے ہمراہ انہیں باہر آتی دکھائی دیں،

"السلام علیکم بھابھی،آپ کھڑی کیوں ہیں،آئیں بیٹھیں" صالحہ بیگم کے بولنے پر صائمہ تائی انکی بات نظرانداز کرتی بولیں،

"تم سے اپنی ایک بیٹی نہیں سنبھالی جاتی صالحہ" انکی بات پر صالحہ بیگم کے چہرے کے تاثرات تبدیل ہوئے،

"ہمارے گھر کا سکون برباد کر کے رکھ دیا ہے اس لڑکی نے" وہ نخوت سے بولیں،

"بھابھی آپ۔۔۔" انہوں نے صالحہ بیگم کو ہاتھ کے اشارے سے بولنے سے روکا،

"میں یہاں تمہاری باتیں سننے نہیں آئی، میں صرف تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ بہتر ہو گا کہ تم اپنی بیٹی کو لگام ڈال لو کیونکہ جو کچھ وہ کرتی پھر رہی ہے نہ اس کے نتائج بہت بھیانک ہونے والے ہیں" صائمہ تائی کا لہجہ، ان کے الفاظ انتہائی ہتک آمیز تھے۔

"بھابھی آپ بیٹھیں تو سہی، ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں" صالحہ بیگم نے بات سنبھالنے کی ناکام کوشش کی۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے یہاں بیٹھ کر تم سے بات کرنے کا! تمہیں کیا لگتا ہے تم رابعہ اور آفاق کو ہمارے خلاف کر کے کامیاب ہو جاؤ گی؟ خوش فہمی ہے تمہاری!" وہ رکیں،

"دیکھنا تمہاری بیٹی کی یہ ضد تم سب کو کیسے برباد کرے گی" وہ آج ہر لحاظ بھول چکی تھیں۔

"میرے بیٹے نے ہمدردی میں اس سے نکاح کیا تھا مگر اس نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ اس قابل ہی نہیں تھی" انکی زبان انگارے برسا رہی تھی۔ عین اسے وقت ایک ٹیکسی گیٹ کے سامنے آرکی، ٹیکسی سے اترنے والی آبرو تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کرتے وہ گیٹ کی جانب آئی، کھلا گیٹ دیکھتے اسے کچھ حیرانی ہوئی، وہ اندر داخل ہوئی کہ اسکی سماعت سے اندر سے آتی آواز ٹکرائی، وہ اس آواز کو پہچانتی تھی، قدموں میں تیزی پیدا ہوئی، لاؤنج میں داخل ہوتے اسکی سماعت سے صائمہ تائی کے یہ الفاظ ٹکرائے،

"بہت احسان فراموش ہو تم لوگ، ہمارے ٹکڑوں پر پل کر ہمیں ہی۔۔۔"

"بس تائی جان" آبرو کی آواز وہ سب اس جانب متوجہ ہوئے، صائمہ تائی نے پلٹ کر اسکی جانب دیکھا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ ہمارے ہی گھر میں کھڑے ہو کر، ہمیں ہی باتیں سنا رہی ہیں" صائمہ تائی استہزائیہ انداز میں ہنسی،

"واہ بھئی واہ!" وہ آبرو کی جانب دیکھتے بول رہی تھیں۔

"دو پیسے کما کر تم خود کو بہت بڑی چیز سمجھنے لگی ہو، دیکھنا جب میرا بیٹا طلاق کے کاغذات تمہارے منہ پر مارے گا تب تمہیں پتا چلے گا" یہ وار بہت بھاری تھا۔

"اور پھر طلاق کا تمغہ سر پر سجا کر بیٹھی رہنا کیونکہ یہ کیس تو تم کسی صورت نہیں جیت پاؤ گی" آبرو نے گہری سانس لیتے خود کو بولنے کے لیے تیار کیا۔

"یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا تائی جان کہ کون جیتے گا اور کون ہار کو گلے لگائے گا" آبرو کی بات پر صائمہ تائی کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے،

"تم دیکھنا صالحہ تمہاری یہ لڑکی اپنی اس زبان اور حرکتوں کی وجہ سے کہیں بھی گھر نہیں بسا پائے گی، اس کی یہ زبان صرف اسے ہی نہیں تم سب کو بھی ذلیل کروائے

گی, میری بات یادرکھنا" وہ تنفر سے کہتی چلی گئیں جبکہ لاؤنج میں موجود نفوس کے کانوں میں اب بھی ان کے زہریلے الفاظ گونج رہے تھے۔

آسمان سیاہ چادر اوڑھے زمین پر سایہ فگن تھا۔تاروں کی روشنی بھی اس سیاہی کو دور کرنے میں ناکام تھی۔وہ اپنے کمرے میں موجود تھا گھڑی رات کے بارہ بجا رہی تھی۔وہ صوفے پر لیپ ٹاپ گود میں رکھے کام میں مصروف تھا۔آنکھوں پر چشمہ لگائے وہ تیز تیز کچھ ٹائپ کر رہا تھا کہ سبرینہ کمرے میں داخل ہوئیں،اس پر نظر پڑتے فوراً بولیں،

"بیٹا رات کے 12 بج رہے ہیں،اگر ابھی بھی تم کام ہی کرتے رہو گے تو آرام کب کرو گے" وہ اس کی جانب قدم بڑھاتی بولیں،

"بس تھوڑا سا کام رہ گیا ہے،اموجان پھر آرام۔۔۔۔"اس کی بات بیچ میں رہ گئی،وہ چھینکا ایک بار،دو بار، تین بار! سبرینہ تیزی سے اس کے قریب آئیں،

www.novelsclubb.com

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے بیٹا؟" وہ متفکر انداز میں بولیں اور ہاتھ اسکے ماتھے پر رکھا کہ حدت محسوس کرتے پریشانی سے بولیں،

"تمہیں تو بخار ہے تاشفین" وہ اب اسکے چہرے کو چھو رہی تھیں۔

"نہیں امو جان، وہ بس۔۔۔"

"مانا کہ بہت بڑے ڈاکٹر ہو تم مگر اپنی صحت سے یوں لاپرواہی تو مت برتو" وہ اسکی بات کاٹتے بولیں،

"امو جان آپ پریشان مت ہوں، بس ہلکا سا۔۔۔"

"بس ہلکا سا! مت بھولو تاشفین ماں سے بڑا کوئی ڈاکٹر نہیں ہوتا" انکی بات پر وہ مسکرایا،

"جی ڈاکٹر صاحبہ مجھے یاد ہے" اس نے لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھا اور سبرینہ کو اپنے پاس بٹھاتے بولا،

www.novelsclubb.com

"تو پھر بتائیں ڈاکٹر صاحبہ کہ اس مریض کے لیے آپ کے پاس کیا علاج ہے؟"تاشفین کی اس بات پر سبرینہ نے خفگی سے اسے دیکھا،

"یہ مریض اپنی صحت کے بارے میں بہت لاپرواہ ہے،ہر وقت کام میں مصروف رہتا ہے،خود کو ذرا وقت نہیں دیتا،اس لیے اس کا علاج یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔"وہ رکیں،

"یہ اب پورا ہفتہ ہاسپٹل نہیں جائے گا"تاشفین فورا بولا،

"یہ غلط ہے ڈاکٹر صاحبہ!"اس کی بات پر سبرینہ ہاتھ کے اشارے سے اسے روکتی بولیں،

"اس مریض کا یہی علاج ہے"ان کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔

"مگر اموجان میں ہاسپٹل سے اتنی لمبی چھٹی نہیں لے سکتا"اس نے احتجاج کرنا چاہا،

www.novelsclubb.com

"اتنی لمبی کہاں ہے، ایک ہفتہ ہی تو ہے" جواب فوراً آیا،

"مگر پھر بھی اموجان آپ جانتی ہیں نہ ہاسپٹل میں ایک دن میں بھی۔۔۔"

"اچھا بابا، پورا ہفتہ نہیں تو چار دن کرلو" ان کی بات پر وہ مسکرایا،

"اس بارے میں سوچا جاسکتا ہے" سبرینہ نے بھنویں سکیڑتے اسکی جانب دیکھا،

"سوچنا نہیں ہے کرنا ہے، یہ ڈاکٹر کی تجویز ہے عمل کرنا ہوگا" وہ ہنسنے لگا۔

"جی ڈاکٹر صاحبہ فکر مت کریں میں کل ہی بات کرتا ہوں"

"ہمم شاباش، چلو اب اسے بند کرو" اشارہ لیپ ٹاپ کی جانب تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور سو جاؤ" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں،

"جو آپ کا حکم ڈاکٹر صاحبہ" اس نے لیپ ٹاپ بند کرتے جواب دیا۔ سبرینہ مسکراتے ہوئے کمرے سے چلی گئیں جبکہ تاشفین اس مضبوط عورت کو تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ اسکی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ آئینے کے سامنے کھڑی خود کو سنوارنے میں مصروف تھی۔اس نے جھکتے
ڈریسنگ ٹیبل پر لپسٹک واپس رکھی اور ایک نگاہ آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر
ڈالی۔ سرخ رنگ کی شارٹ فراک کے ساتھ چوڑی دار پجامہ پہنے وہ بہت دل کش
نظر آرہی تھی۔ہلکا پھلکا میک اپ اس کے نقوش کو مزید نکھار رہا تھا۔بالوں کو اونچی
پونی میں قید کیے وہ جانے کے لیے تیار تھی۔ مگر آج اسکا دل بہت بے چین تھا،اس
نے آج جب صالحہ بیگم سے اجازت مانگی تو انکے خاموشی سے اقرار کرنے پر وہ
حیران ہوئی تھی، فیصلہ اس کے حق میں تھا،اسے خوش ہونا چاہیے تھا مگر اسے صالحہ
بیگم کی آنکھوں میں جھلکتا وہ تاثر یاد تھا، جو اسے بے چین کیے ہوئے تھا۔وہ گھر کے
حالات بخوبی جانتی تھی مگر پھر بھی وہ جان بوجھ کر انجان بن رہی تھی پر اس کے گھر
بیٹھ جانے سے یہ بگڑے حالات سنور تو نہیں سکتے تھے اور ویسے بھی اس بار وہ امل
کو انکار نہیں کر سکتی تھی، پچھلے ہفتے بھی وہ گھر کے حالات کی وجہ سے اس کے ساتھ

www.novelsclubb.com

نہیں جا پائی تھی۔امل نے اسے بہت چاہت سے بلایا تھا۔دل فوراً دماغ کی سوچوں پر حاوی ہوا،اچھا ہے وہ آج باہر جائے گی تو اسکا دل بھی بہل جائے گا مگر پھر آنکھوں کے سامنے صالحہ بیگم کا چہرہ آیا،دل پر پھر بوجھ بڑھ گیا کہ اچانک سماعت سے فون کی آواز ٹکرائی، نظریں بے اختیار گھڑی کی جانب گئیں، چھ بج چکے تھے۔اس نے ہاتھ آگے بڑھاتے فون اٹھایا، سکرین پر۔ جگمگاتا نام امل کا تھا۔وہ باہر رتبہ کا انتظار کر رہی تھی۔رتبہ نے موبائل اپنے پرس میں رکھا،دوپٹہ درست کرتے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔لاؤنج میں اسے صرف اصباح بیٹھی دکھائی دی،وہ اسے اپنے جانے کی اطلاع دیتی باہر آگئی جبکہ اس کی وجود کو دو متفکر آنکھیں تب تک دیکھتی رہیں جب تک وہ ان سے اوجھل نہیں ہو گئیں۔صالحہ بیگم اس کے لیے بہت پریشان تھیں پر جب اولاد آپ کے قد کے برابر پہنچ جائے تو وہ آپ کے لیے پریشانی کا سامان بنتی ہے۔وہ اس کے تحفظ کے لیے دعا گو تھیں مگر کون جانتا تھا کہ ان کی یہ دعا قبولیت کی منازل طے کر پائے گی بھی یا نہیں!

www.novelsclubb.com

اسے گیٹ سے نکلتے ہی سامنے سیاہ رنگ کی گاڑی کھڑی نظر آئی، وہ اس گاڑی کو پہچانتی تھی۔ وہ قدم اٹھاتی گاڑی تک گئی اور پچھلا دروازہ کھولتے اندر بیٹھ گئی۔ سامنے بیٹھی امل اور اس کے درمیان مسکراہٹوں کا تبادلہ ہوا۔ اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی امل کے کہنے پر ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی۔

"یو آر لوکنگ سو پریٹی رتبہ" اپنی تعریف پر رتبہ مسکرائی اور سر کو خم کرتے بولی،

"تھینک یو" اس نے امل کی جانب دیکھا جو گہرے سبز رنگ کی گھٹنوں تک آتی سلیو لیس فراک کے ساتھ ہم رنگ ٹراؤزر میں ملبوس اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اسکے سیاہ بال پشت پر بکھرے تھے۔ اس سے پہلے کہ رتبہ اسکی تعریف کے لیے منتخب کیے گئے الفاظ اپنی زبان سے ادا کرتی، امل کا فون بجنے لگا۔ اس نے کال اٹینڈ کرتے فون کان سے لگایا،

www.novelsclubb.com

"ہاں ہاں، بس ہم ابھی کچھ دیر میں پہنچنے والے ہیں" امل نے دوسری جانب سے پوچھے جانے والے سوال کا جواب دیا۔

"ہاں ہاں، رتبہ بھی میرے ساتھ ہے" وہ رتبہ کی جانب دیکھتی بولی اور کال ختم کرتے موبائل واپس اپنی گود میں رکھ دیا۔

"مجھے کچھ بتاؤ تو سہی امل کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ رتبہ کے پوچھنے پر امل فوراً بولی،

"اِٹس آ سرپرائز رتبہ!"

"پر پھر بھی امل اب میرا تجسس بڑھتا جا رہا ہے" رتبہ کے چہرے پر الجھن تھی۔

"فکر مت کرو رتبہ، آج تمہیں بہت مزہ آئے گا، آج کا ایونٹ تم کبھی نہیں بھولو گی۔۔۔ میرا مطلب ہم آج بہت انجوائے کریں گے" وہ اپنی کی وضاحت کرتی مسکرائی۔ رتبہ بھی مسکراتے ہوئے خاموش ہو گئی۔ کچھ دیر بعد ان کی گاڑی ایک فارم ہاؤس کے سامنے جا رکی۔ وہ دونوں گاڑی سے اتریں کہ امل بولی،

www.novelsclubb.com

"سووو آج ہمیں یہاں شہریار لاشاری نے انوائیٹ کیا ہے" اس نام پر رتبہ کے کان کھڑے ہوئے،

"وہی شہریار جس سے میں نے تمہیں اس دن پارٹی میں ملوایا تھا" امل نے اپنی بات جاری رکھی،

"شہریار نے آج اپنی گریجویشن مکمل ہونے کی خوشی میں سب یونیورسٹی فیلوز کو پارٹی دی ہے" امل کی بات مکمل ہوتے ہی رتبہ بولی،

"مگر امل میں تو اسے نہیں جانتی، میرا مطلب۔۔۔۔"

"تم میرے ساتھ ہو رتبہ اور میں اسے بہت اچھے سے جانتی ہوں" وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتی بولی،

"سووو ڈونٹ وری، آؤ میرے ساتھ" وہ اسے ساتھ لیے اندر کی جانب بڑھ گئ۔

ہر جانب روشنیوں کا سماں تھا، مہنگے اور پر ستائش لباس پہنے وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے۔سوئمنگ پول سے کچھ فاصلے پر موجود اس لان کو بہت نفاست سے سجایا گیا تھا۔امل اور رتبہ بھی وہیں کھڑی آس پاس کا جائزہ لے رہی تھیں کہ امل کا فون بجنے لگا، فون پر جگمگاتا نام دیکھ کر امل رتبہ سے ایکسکیوز کرتے، قدم اٹھاتی کچھ فاصلے پر گئی اور کال اٹینڈ کرتے فون کان سے لگایا کہ شہریار کی آواز سماعت سے ٹکرائی،

"امل میری بات غور سے سنو" امل نے ایک نظر رتبہ پر ڈالی، جو اسکے جانب ہی دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہمم بولو" امل کی آواز بہت مدھم تھی۔

"تم دس منٹ تک کسی بھی طرح رتبہ کو اوپر روم میں لے آؤ، باقی آگے سب میں دیکھ لوں گا" اسکی بات پر امل جو مسکراتے ہوئے رتبہ کی جانب دیکھ رہی تھی بولنے لگی،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اوکے شہری، بٹ بی کیئر فل! میں نہیں چاہتی کہ آج کوئی بھی گڑبڑ ہو"

"تم فکر مت کرو امل، سب ویسے ہی ہو گا جس طرح ہم نے پلین کیا ہے، تم بس رتبہ کو روم میں چھوڑتے، فوراً میرے پاس آنا"

"اوکے" امل نے یہ کہتے فون کاٹ دیا کہ اتنے میں اسکی سماعت سے دوبارہ فون بجنے کی آواز ٹکرائی۔

"امی سو گئیں اصباح" آبرو نے اپنے سامنے رکھی بریانی کی پلیٹ کی جانب دیکھتے سامنے بیٹھی اصباح سے پوچھا،

"نہیں، امی ابھی جاگ رہی ہیں" آبرو نے کھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے 9 بجا رہی تھی۔

"سب خیر ہے نہ اصباح! کوئی آیا تھا آج؟" آبرو نے کھانا شروع کرتے اس سے پوچھا، اسے آج آفس سے واپسی پر بہت دیر ہو گئی تھی۔ گھر واپس آتے وہ صالحہ بیگم سے ملتے فریش ہو کر اب کھانا کھانے بیٹھی تھی۔

"نہیں نہیں، کوئی نہیں آیا، وہ بس رتبہ گھر سے باہر ہے اس لیے انہیں نیند نہیں آ رہی" آبرو کو ایک دم رتبہ کا خیال آیا،

"کہاں ہے وہ؟" آبرو کو ایک دم پریشانی نے آگھیرا،

"وہ پارٹی پر گئی ہے" اصباح کے جواب پر اسکی پریشانی میں غصے کا اضافہ ہوا،

"کس کے ساتھ؟" سوال فوری تھا۔

"امل کے ساتھ!" جواب بھی فوراً آیا،

"یہ لڑکی بھی نہ، کتنی بار سمجھایا ہے اسے مگر یہ میری بات نہیں مانتی" آبرو غصے اور افسوس کے ملے جلے تاثرات لیے بولی، اصباح خاموش رہی،

www.novelsclubb.com

"واپسی کا کچھ بتایا تھا اس نے؟" آبرو کے سوال پر اصباح بولنے لگی،

"ہاں کہہ رہی تھی کہ امل ہی اسے گھر چھوڑے گی" دوبارہ امل کا نام سنتے آبرو کے غصے میں اضافہ ہوا، وہ صرف ایک بار امل سے ملی تھی اور اس ایک ملاقات میں ہی وہ آبرو کو پراسرار محسوس ہوئی تھی۔ اور پھر اسکی رتبہ کے ساتھ ہوئی وہ لڑائی بھی آبرو جانتی تھی۔ اس نے بہت بار رتبہ کو اس سے دور رہنے کا کہا تھا مگر رتبہ نے ہر بار اسکی بات کو نظرانداز کیا تھا۔ آبرو نے کھانے کی پلیٹ سائیڈ پر کرتے اپنا فون اٹھایا اور رتبہ کو فون ملانے لگی،

"آبرو پہلے کھانا تو کھالو" اصباح کی بات پر آبرو اسکی جانب دیکھتی بولی،

"میں بعد میں کھالوں گی اصباح، ابھی مجھے رتبہ سے بات کرنی ہے" آبرو کی بات پر اصباح نے پلیٹ کی جانب دیکھا جس میں سے آبرو نے بمشکل دو سے تین چمچ چاول کھائے تھے۔ وہ افسوس بھرے انداز میں پلیٹ اٹھاتی کمرے سے چلی گئی جبکہ آبرو

www.novelsclubb.com

بار بار رتبہ کو کال ملا رہی تھی، بیل جانے کے باجود بھی رتبہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔اس نے دوبارہ کال ملائی کہ اس بات چوتھی بیل پر فون اٹھالیا گیا،

"ہیلو۔ہیلو۔۔رتبہ "دوسری جانب سے آتی میوزک کی آواز کے پیشِ نظر آبرو اونچی آواز میں بولی،دوسری جانب سے کوئی آواز نہ آئی،

"رتبہ۔۔رتبہ، کہاں ہو تم؟"وہ دوبارہ بولی کہ دوسری جانب سے ایک آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی،وہ آواز رتبہ کی نہیں بلکہ امل کی تھی۔

"رتبہ نے آپکو بتایا نہیں کہ وہ آج کہاں آئی ہے؟"آبرو اس آواز کو پہچانتی تھی۔

"میری رتبہ سے بات کرواؤ"آبرو کے لہجے کی سختی امل محسوس کر سکتی تھی۔

"وہ ابھی بہت مصروف ہے"امل نے یہ کہتے فون کاٹ دیا اور فون پاور آف کرتے اپنے پاس رکھ لیا جبکہ اس کی نظروں کا مرکز سامنے سعدیہ کے ساتھ باتوں میں مصروف رتبہ تھی جو اپنا موبائل اور پرس یہیں امل کے پاس چھوڑ گئی تھی۔آبرو

نے دوبارہ کال ملائی مگر رتبہ کا فون بند جارہا تھا۔سکے غصے میں مزید اضافہ ہوا،اس کا دل رتبہ کے لیے بہت پریشان ہونے لگا تھا۔پہلے کیس کی پریشانی اوراب یہ! آبرو کا سر درد کرنے لگا تھا مگر اس لمحے وہ سوائے انتظار کے اور کچھ نہیں کرسکتی تھی۔

"تو پھر کیسا لگا تمہیں یہ فارم ہاؤس؟"امل کے پوچھنے پر رتبہ مُسکراتے ہوئے بولی،

"بہت بڑااور خوبصورت!"لہجے میں ستائش تھی۔

"یہ فارم ہاؤس شہریار کے ڈیڈ کا ہے،وہ میرے ڈیڈ کے پرانے دوست ہیں"وہ رکی،

"تم نے شہریار کے ڈیڈ کا نام تو سنا ہی ہوگا! آخر انہیں کون نہیں جانتا"امل کی بات پر رتبہ کے چہرے پر ابھرتا لاعلمی کا تاثر دیکھتے وہ پھر سے بولی،

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"فیاض لاشاری جو لاشاری ٹیکسٹا ئلز کے اونر ہیں، وہی شہریار کے ڈیڈ ہیں" رتبہ کے چہرے پر شناسائی کی رمق ابھری،

"اوہ آئی سی" فیاض لاشاری کو وہ حیات صاحب کی وجہ سے جانتی تھی کیونکہ وہ بھی اسی کمپنی میں ایک ایمپلائے تھے مگر اس نے اس بات کا ذکر ابھی مناسب نہ سمجھا۔اس سے پہلے کہ امل کچھ اور کہتی ایک ویٹر ہاتھ میں جوس کی ٹرے لیے ان کے قریب آیا اور یہیں امل کے دماغ نے حرکت کی اور اس نے جوس کا گلاس اٹھاتے رتبہ کی جانب بڑھایا مگر رتبہ کے پکڑنے سے پہلے وہ گلاس امل کے ہاتھ سے سلپ ہوا اور رتبہ کے کپڑوں کو داغدار کر گیا۔رتبہ فوراً پیچھے ہٹیں جبکہ شیشے کا وہ گلاس زمین پر گرتے کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔میوزک کی تیز آواز کی وجہ سے کوئی بھی انکی جانب متوجہ نہ ہوا،

"سوووسوری رتبہ، پتا نہیں کیسے۔۔"

www.novelsclubb.com

"اٹس اوکے امل، کوئی بات نہیں" رتبہ اپنی فراک کا دامن دیکھتی بولی، جو مکمل بھیگ چکا تھا۔

"تم میرے ساتھ آؤ رتبہ" وہ اسکا ہاتھ تھامتے اسے اپنے ساتھ لے جانے لگی،

"امل میری بات تو سنو" رتبہ اس کے ساتھ کھنچتی چلی گئی۔ایک کمرے کے سامنے پہنچتے وہ اسے لیے اندر داخل ہوئی،

"تم یہیں انتظار کرنا رتبہ، میں تمہارے لیے ڈریس کا ارینج کرتی ہوں"

"امل اس کی کوئی ضرورت۔۔۔۔"

"ضرورت ہے رتبہ، یہ میری غلطی ہے، مجھے ہی اسے ٹھیک کرنا ہوگا" امل کے بولنے پر رتبہ بولنے ہی لگی تھی کہ امل دوبارہ بولی،

"تم یہی رکنا میں ابھی آتی ہوں" وہ یہ کہتے وہاں سے چلی گئی جبکہ رتبہ کے الفاظ اس کی زبان کر آتے آتے رہ گئے،اس نے ایک نظر کمرے میں موجود سامان کی جانب

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیکھا، کمرے کو بہت نفیس طریقے سے سجایا گیا تھا۔وہ خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گئی کیونکہ اس کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا۔

وہ وہیں کمرے میں بیٹھی اپنے دامن پر لگے اس داغ کو دیکھ رہی تھی کہ ایک دم کوئی کمرے میں داخل ہوا، وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی،

"کون۔۔۔کون ہو تم؟" اس شخص کی پشت رتبہ کی جانب تھی، رتبہ کی آواز پر وہ دروازہ لاک کرتے پلٹا، وہ شہریار تھا! رتبہ کو فوراً اپنی پوزیشن کا احساس ہوا، اسے یوں اپنے ساتھ کمرے میں اکیلے دیکھتے اس کے اوسان خطا ہوئے،

تم۔۔۔تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" اس کی آواز میں گھبراہٹ واضح تھی۔اس کی اس حالت پر شہریار محظوظ ہوا،

"یہ سوال تو مجھے تم سے کرنا چاہیے کہ تم یہاں میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو؟" اس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ رتبہ کو خوفزدہ کر رہی تھی۔ وہ قدم رتبہ کی جانب بڑھانے لگا، رتبہ کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا، ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں نمودار ہونے لگیں،

"در۔۔۔دروازہ کھولو، مجھ۔۔۔۔مجھے باہر جانا ہے" اس کا حلق سوکھ چکا تھا۔ آواز لڑکھڑاہٹ کا شکار تھی۔

"سرخ رنگ بہت بچ رہا ہے تم پر" وہ اسکی بات کو نظرانداز کرتا بولا، رتبہ کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگنے لگیں۔

"تم۔۔ تم دور رہو، میرے پاس مت آنا" اسکے بڑھتے قدموں پر رتبہ کے قدم بے اختیار پیچھے کی جانب اٹھنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں تو کیا کرو گی ہاں؟ شور مچاؤ گی، سب کو بلاؤ گی! تو بلاؤ! میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ لوگ تمہیں یوں اکیلے میرے ساتھ کمرے میں دیکھیں" وہ رتبہ سے صرف چند قدم فاصلے پر کھڑا تھا۔

"دیکھو مجھے جانے دو، میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے" رتبہ کی کمزور آواز پر وہ ہنسنے لگا۔

"یادداشت بہت کمزور ہے تمہاری رتبہ، بہت اہم چیزیں اور واقعات بھول جاتی ہو" وہ مزید آگے بڑھا، رتبہ کو اپنی سانس بند ہوتی محسوس ہوئی،

"چلو کوئی بات نہیں میں یاد کروا دیتا ہوں" اس کے الفاظ رتبہ کو وہ سب یاد دلا رہے تھے، جسے وہ فراموش کر بیٹھی تھی۔

"اب تو یقیناً تمہیں سب یاد آگیا ہو گا" رتبہ کے لب پھڑپھڑائے،

"تو تم۔۔۔ تم اس کا بدلہ۔۔۔" رتبہ کو اپنی آواز کہیں دور سے آتی محسوس ہوئی،

www.novelsclubb.com

"ہاں بالکل مگر اپنے انداز میں!" شہریار نے ہاتھ آگے بڑھاتے اس کے گال کو چھونے کی کوشش کی کہ رتبہ اسے دھکا دیتے سائیڈ سے نکل گئی مگر اس کے قدم شہریار کے الفاظ پر پتھر ہوئے،

"یہ دروازہ آج میرا انتقام پورا ہونے کے بعد ہی کھلے گا" وہ اس کے قریب آیا،

"ابھی دیکھنا میں تمہاری عزت کو سب کے سامنے کیسے دو کوڑی کا کرتا ہوں، پارسائی کا بہت مان ہے نہ تمہیں، اب دیکھنا!" اس نے پاس پڑا اگلدان پوری شدت سے زمین پر دے مارا، رتبہ نے فوراً اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے، اس نے اسی انداز میں دوسرا اگلدان اٹھاتے زمین پر دے مارا، وہ اسی انداز میں کمرے میں موجود تمام چیزیں اٹھا اٹھا کر زمین پر پھینکنے لگا، کانچ کی ٹوٹنے کی آواز بہت اونچی تھی!

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو تم؟" رتبہ اس کی اس حرکت کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہاری بربادی کا انتظام!" باہر سے آتی لوگوں کی آوازوں پر وہ اس کے قریب آیا، کوئی لاک کو توڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ شہریار رتبہ کے قریب آیا اور اس کے دونوں ہاتھ اٹھاتے اپنے گریبان پر رکھے عین اسی وقت لاک کے ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا، لوگ اندر داخل ہونے لگے اور اسی لمحے رتبہ کو ایسا محسوس ہوا کہ آج اسکا آخری دن ہے!

رتبہ اپنے ہاتھ شہریار کے گریبان سے ہٹاتے فوراً اس سے دور ہوئی۔ سب لوگ کی سوالیہ نگاہوں کا مرکز رتبہ اور شہریار تھے۔ رتبہ کو ان سب کی آنکھوں میں موجود تاثر اپنی روح کے آر پار ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اسکی نظر سامنے کھڑی امل پر پڑی، دل کو کچھ حوصلہ ہوا اور وہ بھاگتے ہوئے اس کی جانب گئی، اس مجمعے میں اس کی سب سے گہری شناسائی صرف اسی سے تھی۔

"امل۔۔۔امل یہ میرے۔۔۔۔میرے ساتھ زبردستی۔۔۔"اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے شہریار بولنے لگا،

"یہ جھوٹ بول رہی ہے میں نے ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ اس نے خود مجھے یہاں بلایا تھا"رتبہ کی آواز اسکی اونچی آواز میں کہیں دب کر رہ گئی۔

"یہ یہ جھوٹ۔۔۔۔امل تم۔۔۔تم بتاؤ ان سب کو کہ مجھے اس روم میں تم چھوڑ کر گئی تھی۔۔وہ جوس۔۔۔"رتبہ کی آواز،اسکے الفاظ لڑکھڑاہٹ کا شکار تھے۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو رتبہ ؟کون سا جوس ؟اور میں نے تمہیں یہاں کب چھوڑا؟"رتبہ کو لگا آسمان اس کے سر پر آ گرا ہو،اس نے امل کی آنکھوں میں موجود اجنبیت کا تاثر دیکھا،یہ وہ امل نہ تھی جسے وہ اپنا دوست مانتی تھی!

"دیکھا آپ سب نے یہ لڑکی مجھ پر جھوٹا الزام لگا رہی ہے،اس نے مجھے خود یہاں بلایا تھا اور جب میں یہاں آیا تو۔۔۔۔"اس نے بات جان بوجھ کر ادھوری چھوڑی،

"مجھے تو بولتے ہوئے بھی شرم آرہی ہے۔۔۔۔"رتبہ کو اپنا وجود منوں زمین میں دفن ہوتا محسوس ہوا مگر اسے اپنے کردار پہ آئے اس داغ کو مٹانا تھا۔

"یہ کیا بول رہے ہو تم؟ میں۔۔۔میں تمہیں یہاں کیوں بلاؤں گی؟ میں نے تمہیں یہاں نہیں بلایا۔۔۔۔"وہ نفی میں سر ہلاتے سب کو اپنی بات کا یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔اس نے آج سے پہلے کبھی خود کو اتنا بے بس محسوس نہیں کیا تھا۔

"کیونکہ تم مجھ سے بدلہ لینا چاہتی ہو!"رتبہ نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا،

"کیا بکواس کر رہے ہو تم، میں تم سے بدلہ۔۔۔"رتبہ کے الفاظ دم توڑ گئے۔

"اپنی ریجیکشن کا بدلہ! تم آج مجھ پر گھٹیا الزام لگاتے۔۔۔۔"

"یہ۔۔۔یہ۔۔۔ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔میں تو اسے جانتی بھی نہیں ہوں!"رتبہ چیخی کہ اسکی سماعت سے امل کی آواز ٹکرائی،اسکے الفاظ رتبہ کو کوڑوں کی مانند محسوس ہوئے،

"شہریار سچ بول رہا ہے رتبہ، جھوٹ تم بول رہی ہو"وہ قدم بڑھاتی آگے آئی،

"تم یونیورسٹی کے سٹارٹ سے ہی شہریار کو پسند کرتی تھی،تم نے اسے پرپوز بھی کیا تھا مگر جب اس نے تمہیں انکار کیا تو تمہاری ایگو ہرٹ ہوئی تھی"اسکی بات پر رتبہ نفی میں سر ہلاتی اسکے پاس آئی،وہ آج خود کو بہت ہارا ہوا محسوس کررہی تھی۔وہ آس پاس کھڑے سب تماشائیوں کے درمیان تماشہ بن کررہ گئی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ تم کیا۔۔کیا بول رہی ہو امل،میں۔۔۔"

"میرے پاس ثبوت ہیں رتبہ!"آواز شہریار کی تھی۔رتبہ نے زور سے آنکھیں میچیں،

"میں تو تمہیں اپنی دوست سمجھتا تھا مگر تمہارے ارادے تو کچھ اور ہی تھے!"اس نے اپنا موبائل نکالتے سب کو مخاطب کیا،

"یہ دیکھو تمہاری وہ ساری تصاویر جو تم مجھے روز بھیجتی تھی اور تمہارا کہنا ہے کہ تم مجھے جانتی ہی نہیں!"وہ استہزایہ ہنسا،رتبہ کا دل چاہا کہ اسی وقت زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے،

"یہ میسجز،یہ کالز،کیا یہ سب بھی جھوٹ ہیں؟"رتبہ سمجھ چکی تھی کہ اس سب کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے!اس نے امل کی آنکھوں میں دیکھا،اسے آج اسکا وہ چہرہ دکھائی دے رہا تھا جو اسکی آنکھیں آج سے پہلے دیکھنے سے قاصر تھیں۔

"یہ سب جھوٹ ہے،سب جھوٹ ہے،میں اسے نہیں جانتی۔۔۔میں۔۔۔"آنسو اسکی آنکھوں سے بہنے لگے،آنسوؤں میں بے بسی تھی۔

"اچھا تو پھر یہ کیا ہے؟"آخری پارٹی میں لی گئی رتبہ اور شہریار کی تصاویر سب کی آنکھوں کے سامنے تھیں۔

"اب تم یہ بھی کہو گی کہ یہ تصاویر بھی جھوٹ ہیں!" رتبہ کو اپنا سر پھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا،

"مجھے تم سے ہرگز یہ امید نہیں تھی کہ تم اس حد تک گر جاؤ گی، مجھے تمہیں اپنی دوست کہتے ہوئے بھی شرم آرہی ہے" وہ امل تھی اسکی سب سے اچھی دوست!

"پر دراصل قصور تمہارا نہیں ہے، قصور تمہاری کلاس کا ہے، تم جیسی مڈل کلاس لڑکیاں ہمیشہ ایسے ہی ایلیٹ کلاس کے لڑکوں پر ڈورے ڈالتے انہیں پھنسانے کی کوشش کرتی ہیں اور جب ناکام ہو جاتی ہیں تو یونہی انہیں ایموشنلی ٹریپ کرتے انہیں مجبور کر دیتی ہیں" رتبہ کے کانوں میں اب مزید کچھ بھی سننے کی سکت نہ تھی۔ سب کی نظروں کی تاب نہ لاتے، وہ اپنا وجود گھسیٹنے لگی کہ امل اسکے قریب آئی، رتبہ نے اسکی جانب دیکھا، اسکی آنکھوں میں نفرت تھی، حقارت تھی!

"شیم آن یو رتبہ، شیم آن یو!" رتبہ نفی میں سر ہلاتے، روتے ہوئے وہاں سے نکل گئی۔

وہ روتے ہوئے گیٹ سے نکلی، اسے آس پاس موجود ہر شخص کی نظریں خود کا مذاق اڑاتی محسوس ہو رہی تھیں۔اس نے اپنے بہتے آنسو صاف کیے اور دوپٹہ سر پر اوڑھتے اپنا چہرہ ڈھانپا اور چلتی ہوئی پارکنگ ایریا سے گزرتی ایک سمت میں بڑھنے لگی۔اسے راستے معلوم نہ تھے مگر وہ جلد از جلد اس جگہ سے دور جانا چاہتی تھی۔وہ آج اپنی اصل منزل، اپنے گھر پہنچنا چاہتی تھی، جس سے وہ فرار تلاش کرتے یہاں آئی تھی۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھتی جا رہی تھی، ہر اٹھتے قدم کے ساتھ اسے امل کے ساتھ گزارا گیا ایک خوشگوار لمحہ یاد آتا۔کیا وہ اس کی دوست تھی؟جواب فورا آیا نہیں! امل اسکی وہ دشمن تھی جسے اس نے خود اپنے آستین میں پالا تھا، اس نے دوستی میں اندھا اعتماد کیا تھا اور آج نتائج اس کے سامنے تھے۔وہ 15 منٹ مسلسل چلنے کے بعد مین روڈ تک پہنچ گئی تھی۔پاؤں میں پہنی ہیلز پاؤں کو زخمی کر رہی تھیں مگر روح پر لگے اس زخم کے سامنے پاؤں پر موجود زخم کوئی

www.novelsclubb.com

حیثیت نہ رکھتے تھے۔اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور آگے بڑھتے ایک رکشہ رکواتے اس میں بیٹھ گئی،رکشے والے کو اپنی منزل کا پتہ دیتے رکشہ اب اس کے گھر کی جانب رواں تھا۔اسے بار بار صالحہ بیگم اور آبرو باتیں یاد آرہی تھیں کہ جب وہ اسے امل سے دور رہنے کا کہتے تھے مگر وہ ہمیشہ امل کی حمایت کرتے اپنے الفاظ سے ان کی دل آزاری کرتی تھی۔اس نے اپنے گھر والوں پر کسی غیر کو ترجیح دی تھی اور آج وہ سب کے سامنے رسوا ہوئی تھی۔اس کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے،اس کا دل بہت بری طرح ٹوٹا تھا،اسے دوستی میں دھوکا ہوا تھا اور دوست کا دیا ہوا دھوکا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔دوستی کا رشتہ بے غرض ہوتا ہے اور اس میں ملے دھوکے کی چوٹ بہت گہری ہوتی ہے۔ہمارے آس پاس موجود لڑکیاں بھی بہت جلد دوسروں پر اعتبار کرتے اپنے تمام راز کسی دوسرے کو دے دیتی ہیں کیونکہ وہ یہ فراموش کر بیٹھتی ہیں کہ ایک انسان جیسا دکھائی دیتا ہے وہ حقیقت میں بھی ویسا ہی ہے یا نہیں، جلدی میں کیا گیا اندھا اعتماد اکثر گہرے زخم دے جاتا ہے۔

اس نے اپنا پرس کھولتے موبائل نکالا، اس کا موبائل بند پڑا تھا، اسنے فوراً اپنا موبائل آن کیا، موبائل آن کرتے ہی اس کی آنکھیں پھر سے بھیگیں، آبرو کی 6 مسڈ کالز کا نوٹیفکیشن سامنے جگمگا رہا تھا۔ اس نے موبائل دوبارہ اندر ڈال دیا، زخمی دل سے خون پوری شدت سے رس رہا تھا۔ اسکی دوست ہی اسکی سب سے بڑی دشمن تھی اور اگر آپ کا دوست آپ کا دشمن ہو جائے تو وہ ہمیشہ آپ کی کمزوریوں پر وار کرتا ہے کیونکہ دوستوں پر انسان اپنی ہر کمزوری عیاں کر دیتا ہے۔ دوستی میں احتیاط انسان کو بہت سی مصیبتوں سے بچاتی ہے۔ اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا، آنکھوں کے سامنے بار بار اندھیرا چھانے لگا تھا کہ رکشے والے کی آواز نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا،

"باجی آگے کس طرف مڑنا ہے؟" اسکے سوال پر رتبہ ہوش میں آئی، جلدی سے آس پاس نظر دوڑاتے اسے جواب دیا،

"دائیں۔۔دائیں جانب" وہ اپنے آپ پر قابو پاتی بولی، کچھ دیر بعد رکشہ اس کے گھر کے سامنے جارکا، اپنی منزل کو سامنے دیکھتے وہ فوراً اتری، اپنا پرس کھولتے گزری ایک ہزار کا نوٹ رکشے والے کو دیتے گیٹ کی جانب مڑی کہ رکشے والے نے اسے پکارا،

"باجی بقیہ پیسے تو لیتی جائیں" رتبہ غائب دماغی سے اسکے پاس گئی پیسے اس سے لیتے پرس میں ڈالتے گیٹ تک آئی اور بیل بجانے لگی، کچھ لمحے بعد گیٹ کھل گیا۔ گیٹ کھولنے والی آبرو تھی۔ آبرو کے چہرے پر اپنے لیے فکر دیکھتے رتبہ کا دل چاہا کہ ابھی زمین پھٹے اور وہ اس میں دفن ہو جائے۔ اس نے امل کے لیے اپنی اس بہن کا دل دکھایا تھا جو آج اس کے لیے اتنی پریشان تھی جبکہ دوسری جانب رتبہ کی جانب دیکھتے آبرو کا دل ایک دم کسی انہونی کا عندیہ دینے لگا، اس کے بہتے آنسو، روئی ہوئی لال آنکھیں، وہ حقیقی معنوں میں بہت پریشان ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"رتبہ تم ٹھیک ہو؟" گیٹ بند کرتے وہ فوراً بولی، جس پر رتبہ نے باآواز روتے ہوئے سر نفی میں ہلایا،اس کے سر میں درد کی شدید لہر اٹھی، سامنے کا منظر دھندلایا اور ایک دم اسکی آنکھوں کے سامنے مکمل اندھیرا چھا گیا اور وہ اپنے پیچھے کھڑی آبرو کے بازوؤں میں بے ہوش ہوگئی۔ آبرو نے اسے گرتا دیکھ کر فوراً سنبھالا،

"رتبہ، رتبہ آنکھیں کھولو رتبہ" وہ اس کے گال تھپتھپا رہی تھی مگر اس کی بند آنکھوں میں ذرا بھی حرکت نہ ہوئی،

"اصباح، اصباح۔۔۔" اس نے اونچی آواز میں اصباح کو پکارا، اصباح سامنے کا منظر دیکھتی بھاگتی ہوئی ان کے پاس آئی،

"رتبہ۔ رتبہ۔۔" وہ بھی رتبہ کی جانب بڑھنے لگی تھی کہ آبرو نے اسے مخاطب کیا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پانی لے کر آؤ اصباح، فوراً" اصباح اسکی بات سنتے تیزی سے اندر گئی کہ اتنے میں صالحہ بیگم بھی باہر آ گئیں، وہ تیزی سے انکے پاس پہنچنا چاہتی تھیں مگر ان کی صحت انکا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ صالحہ بیگم اور اصباح ایک ساتھ ہی ان کے قریب آئیں،

"آبرو کیا ہوا ہے رتبہ کو" وہ پریشانی سے وہیں اس کے پاس زمین پر بیٹھنے لگیں،

"کچھ نہیں امی، بس یہ بیہوش ہو گئی ہے" آبرو نے اصباح سے پانی کا گلاس لیتے پانی رتبہ کے چہرے پر ڈالا مگر اس کے وجود میں بالکل بھی جنبش نہ ہوئی،

"اسے ہوش کیوں نہیں آ رہا آبرو" صالحہ بیگم کی آواز رندھ گئی جبکہ یہی بات آبرو کو بھی پریشان کر رہی تھی۔

"مجھے رتبہ کو ہسپتال لے جانا ہو گا امی" اس نے فوراً اصباح سے موبائل منگواتے ایمبولنس کو کال کی،

"میں تمہارے ساتھ جاؤں گی آبرو" صالحہ بیگم کی بات پر آبرو بولی،

"پریشان مت ہوں امی، رتبہ کو کچھ نہیں ہو گا، آپ اور اصباح گھر پر ہی رکیں میں رتبہ کے ساتھ جا رہی ہوں، میں فون پر آپ کو ساتھ ساتھ اسکی خیریت کی خبر دیتی رہوں گی" صالحہ بیگم بے چین ہوئیں مگر آبرو کی بات درست تھی انہیں گھر پر ہی رکنا چاہیے تھا۔

رتبہ کو سٹریچر پر ڈالتے ہسپتال کے اندر لے جایا گیا، آبرو کا دل سٹریچر پر پڑی اپنی بہن کے وجود کو دیکھتے کانپ رہا تھا۔ اسکا دل آج رتبہ کے لیے بہت شدت سے گھبرا رہا تھا۔ ہسپتال کی راہداریوں سے گزرتے، اس کا سٹریچر آپریشن تھیٹر کے سامنے جا کر رکا اور رتبہ کو اندر لے جایا گیا۔ وہ وہیں ادھر سے ادھر چکر لگاتے رتبہ کے لیے دعا گو تھی کہ 20 منٹ گزرنے کے بعد بھی ڈاکٹرز کی جانب سے کوئی خبر موصول نہ ہوئی، گھر سے بار بار کال آ رہی تھی، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ کیا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرے،کسے اپنی مدد کے لیے پکارے کہ اچانک ذہن میں ایک خیال نمودار ہوا، مگر رات کے اس پہر یہ مناسب نہ تھا پر اس کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی حل موجود نہ تھا۔اس نے موبائل نکالتے ایک نمبر ڈائل کیا، بیل جارہی تھی، ہر بیل کے ساتھ آبرو کی دھڑکن بڑھتی جارہی تھی کہ اگر اس نے بھی فون نہ اٹھایا تو! کہ کال دوسری جانب سے ریسیو کرلی گئی،

"ہیلو" ایک نیند میں ڈوبی مردانہ آواز سماعت سے ٹکرائی، اسے اپنے اس عمل پر افسوس ہوا مگر آج وہ بہت مجبور تھی۔

"ہیلو۔۔میں۔میں۔۔آبرو بات کررہی ہوں" یہ نام سنتے دوسری جانب موجود تاشفین کی نیند ایک دم اڑی، وہ یہ آواز کیسے بھول سکتا تھا۔وہ فوراً اپنے بیڈ پر اٹھ بیٹھا، نظر بے اختیار گھڑی کی جانب گئی جو رات کا ایک بجا رہی تھی۔

ہیلو، آبرو سب خیریت ہے نہ" اس کے دماغ میں پہلا خیال صالحہ بیگم کا آیا،

"آنٹی۔۔۔۔

"کیا آپ پلیز اس وقت ہاسپٹل آ سکتے ہیں" آبرو اس کی بات کاٹتی بولی، اس کے لہجے میں پوشیدہ پریشانی تاشفین محسوس کر سکتا تھا، وہ اصرار نہ بھی کرتی تو وہ فوراً وہاں پہنچ جاتا۔

"دراصل وہ۔۔۔"

"آپ پریشان نہ ہوں آبرو، میں ابھی دس منٹ میں ہاسپٹل پہنچ رہا ہوں" وہ بغیر وجہ جانے اسکی ایک پکار پر اس کے پاس آ رہا تھا۔ آبرو نے فون کاٹتے آنکھیں بند کی اور ایک گہری سانس لی، ایک آنسو آنکھ کے کنارے سے پھسلتا اسکے رخسار پر بہہ گیا۔ وہ پاس پڑے بینچ پر جا بیٹھی کہ پورے دس منٹ بعد اسے وہ دائیں جانب سے اپنی جانب آتا دکھائی دیا۔ آسمانی رنگ کی شرٹ کے ساتھ، سیاہ پینٹ پہنے وہ تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔ لیدر کی سیاہ جیکٹ کو درست کرتا وہ اسکے پاس آیا، آبرو بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی، وہ تیز ڈرائیو کرتا آدھے گھنٹے کا راستہ 10 منٹ میں طے کرتے یہاں پہنچا تھا۔ آبرو اسے رتبہ کی حالت کے بارے میں بتانے لگی، جس پر وہ اسے

تسلی دیتا آپریشن تھیڑ میں داخل ہوا، تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس باہر آیا، اسکے تاثرات دیکھتے آبرو کے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں، وہ تیزی سے اس کے پاس گئی،

"رتبہ۔۔۔رتبہ، وہ ٹھیک تو ہے نہ!" اس کا لہجہ متفکر تھا، آواز نا چاہتے ہوئے بھی لڑکھڑا گئی۔ اسکی یہ حالت دیکھتے تاشفین کو بہت تکلیف ہوئی،

"آبرو! بہت حوصلے سے میری بات سنیے گا" تاشفین کے الفاظ سنتے آبرو کا دل ایک دم تھم گیا۔

"وہ ٹھیک تو ہے نہ؟" وہ مدھم آواز میں اپنا سوال دہراتی بولی،

"رتبہ کو نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے" آبرو کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے، اس نے کچھ بولنا چاہا مگر اسکی آواز، اسکے الفاظ اس کا ساتھ چھوڑ گئے کیونکہ بات اپنوں پر آگئی تھی۔ انسان اپنی ذات کے دکھ، تکالیف تو برداشت کرلیتا ہے مگر پر معاملہ جب اپنوں کا ہو تو بڑے سے بڑا انسان بھی کمزور پڑ جاتا ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ یوں ہمت مت ہاریں، ڈاکٹرز اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں، انشااللہ رتبہ کو کچھ نہیں ہوگا" آبرو نے سامنے کھڑے تاشفین کو دیکھا اور اپنی آنسوؤں سے بھری آنکھیں لیے واپس اس بینچ پر جا بیٹھی اور اپنا سر اپنے دونوں ہاتھوں میں گرا لیا جبکہ سامنے کھڑے تاشفین کے اختیار میں ہوتا تو وہ اسکے ان آنسوؤں کے پیچھے موجود ہر وجہ کو ختم کر دیتا۔

آدھا گھنٹہ مزید گزر چکا تھا مگر ڈاکٹرز کی جانب سے رتبہ کی کوئی خبر بھی ان تک نہ پہنچی تھی۔ آبرو کا فون مسلسل بج رہا تھا مگر وہ خود میں اتنی ہمت نہ رکھتی تھی کہ وہ فون اٹھاتے صالحہ بیگم کو رتبہ کے بارے میں کچھ بھی بتا پاتی۔ وہ آج خود کو بہت کمزور اور بے بس محسوس کر رہی تھی۔ پاس کھڑا تاشفین جو تب سے اسکی یہ حالت دیکھ رہا تھا، قدم اٹھاتا اسے قریب آیا اور اس کے موبائل کی سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا کہ کال دوسرے جانب سے کاٹ دی گئی چند سیکنڈز بعد دوبارہ کال آنے لگی،

"آپ فون اٹھائیں آبرو" اس کی آواز پر تاشفین نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھاتے اس کی جانب دیکھا، دونوں کی نظریں ملیں، آبرو کا آنسوؤں سے تر چہرہ اور سرخ آنکھیں دیکھتے تاشفین نے فوراً نظروں کا زاویہ بدلا، اس نے آج پہلی بار اسے یوں روتے ہوئے دیکھا تھا۔

"وہ مجھ سے رتبہ۔۔۔کے بارے میں پوچھیں گیں۔۔۔میں۔۔۔میں انہیں کیا جواب دوں گی" اس کا ٹوٹا ہوا لہجہ، رندھی ہوئی آواز تاشفین کے لیے صبر کرنا بہت مشکل تھا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھاتے آبرو سے اسکا موبائل مانگا، آبرو نے پہلے نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا، تاشفین نے اسکے موبائل کی جانب اشارہ کیا، جس پر آبرو نے اپنا موبائل اٹھاتے تاشفین کو تھما دیا، تاشفین نے کال ریسیو کرتے فون کان سے لگایا، صالحہ بیگم کی آواز آبرو کی سماعت سے بھی ٹکرائی مگر الفاظ واضح نہ تھے پر آواز میں موجود درد، بے چینی وہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔ تاشفین نے بہت تحمل سے انہیں ڈھکے چھپے الفاظ میں رتبہ کی حالت کا بتاتے انہیں تسلی

www.novelsclubb.com

دیتے، رتبہ کے لیے دعا کرنے کا کہتے فون کاٹ دیا اور موبائل واپس آبرو کو تھمایا کہ آبرو بولی،

"آپ نے امی سے جھوٹ کیوں بولا، اگر رتبہ کو کچھ ہو گیا تو میں۔۔۔میں انہیں کیا جواب دوں گی؟" آبرو کے اس سوال پر تاشفین فوراً بولا،

"اللہ پر بھروسہ رکھیں آبرو، وہ بڑا رحیم ہے، ہر چیز پر قادر! اس سے دعا مانگیں، وہ آپ کی دعا ضرور سنے گا" اس کی آواز اور الفاظ بہت پر اثر تھے۔ وہ یہ کہتے واپس کچھ فاصلے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ آبرو نے آنکھیں بند کرتے اس کائنات کے مالک، ہر بشر کو پیدا کرنے والے، اپنے رب سے اپنی بہن کی تندرستی کی دعا مانگی!

آدھا گھنٹہ مزید گزرا کہ آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹرز باہر آئے، آبرو تیزی سے اٹھتی ان کے قریب گئی، اس کے کچھ کہنے سے پہلے ایک ڈاکٹر بولنے لگا،

"مریض کو نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا مگر اب ان کی جان خطرے سے باہر ہے" آبرو کے لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے، اس کی بہن ٹھیک تھی! ہاں وہ

www.novelsclubb.com

ٹھیک تھی، اسکی جان بچالی گئی تھی۔اس کے رب نے اسکی دعاسن لی تھی۔اس نے آنکھیں بند کرتے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اپنے رب کا شکرادا کیا جبکہ پاس کھڑے تاشفین کے ہونٹ بھی آسودہ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"مگر اگلے 48 گھنٹے ان کے لیے بہت ضروری ہیں، آپ بس ان کے لیے دعا کریں کہ انہیں جلد ہوش آجائے"ڈاکٹرز کی بات پر آبرو فوراً بولی،

"کیا میں اسے دیکھ سکتی ہوں"ڈاکٹر کے جواب دینے سے پہلے تاشفین بولا،

"جی، آپ اندر جاسکتی ہیں"آبرو نے تاشفین کی جانب دیکھا اور پھر اندر چلی گئی۔اس کے جانے پر تاشفین ڈاکٹرز سے بات کرنے لگا۔اندر داخل ہوتے آبرو کی نظر رتبہ پر پڑتے ہی اس کی آنکھیں بھیگیں، وہ اس کے قریب گئی اور ہاتھ بڑھاتے اسکے بالوں کو سہلایا، اور جھکتے اس کا ماتھا چوما اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے نم آنکھوں کے ساتھ مسکرائی، یہ منظر دروازے میں کھڑے تاشفین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اسے وہیں چھوڑتے وہ باہر آگیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آبرو صالحہ بیگم کو کال کرتے، انہیں رتبہ کی صحتیابی کی اطلاع دے چکی تھی۔ صالحہ بیگم ابھی ہسپتال آنے پر بضد تھیں مگر آبرو نے انہیں فلحال گھر پر رکنے اور صبح ہوتے ہی ہسپتال آنے کا کہتے تسلی دی تھی کیونکہ اس وقت مریض کے ساتھ کسی ایک اٹینڈنٹ کو ہی رکنے کی اجازت تھی۔

ڈاکٹرز آبرو کو باہر بھیجتے رتبہ کا دوبارہ معائنہ کر رہے تھے۔ تاشفین بھی انہیں ڈاکٹرز کے ساتھ موجود تھا۔ آبرو باہر بینچ پر آبیٹھی۔ وہ خود کو کافی حد تک پر سکون محسوس کر رہی تھی۔ اب اسے رتبہ کی اس حالت کے پیچھے موجود وجہ کا پتا لگانا تھا کہ آخر پارٹی میں ایسا کیا ہوا تھا جس نے اسے ہسپتال کے بستر تک پہنچا دیا۔ اتنا تو وہ جانتی تھی کہ اس کی اس حالت کی ذمہدار کہیں نہ کہیں امل ہے۔ اسے امل سے ہوئی اپنی بات یاد آنے لگی، اس نے موبائل نکالتے، کچھ پل سوچا کہ کون اسے پارٹی میں ہوئی تمام باتیں بتا سکتا ہے کہ ایک دم ذہن میں خیال آیا، اس کے پاس سعدیہ

کا نمبر تھا۔موبائل آن کرتے اسکی نظر سامنے لکھے ہندسوں پر پڑی،اس وقت رات کے چار بج رہے رہے تھے۔کال کے لیے وقت مناسب نہ تھا مگر کال ضروری تھی۔اس نے نمبر ڈائل کرتے فون کان سے لگایا،بیل جاتی رہی مگر کسی نے فون نہ اٹھایا۔آبرو نے دوبارہ کال ملائی،اس بار آخری بیل پر فون اٹھالیا گیا،سعدیہ کی نیند میں ڈوبی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی،آبرو نے بات کا آغاز کرتے اس سے رات میں ہوئی پارٹی کے بارے میں سوال کیا مگر سعدیہ نے اسے کچھ نہ بتایا جس پر آبرو کو مجبوراًاسے رتبہ کی حالت کے بارے میں بتانا پڑا،جس پر سعدیہ کی زبان کھلنے لگی،آبرو کو رتبہ پر افسوس جبکہ امل پر غصہ آنے لگا۔فون کٹ چکا تھا۔اپنی بہن کے ساتھ ہوئی اس زیادتی کا اسے علم ہو گیا تھا مگر اسے معلوم تھا کہ اس میں قصوروار اس کی اپنی بہن بھی تھی۔وہ امل اور شہریار سے اپنی بہن کے ساتھ کیے گئے سلوک کے بارے میں سوال کرنا چاہتی تھی مگر اس وقت وہ اس پوزیشن میں نہ تھی کہ وہ کچھ کر پاتی !ابھی کیس کے مسائل نے اسکی زندگی کو الجھا رکھا تھا اور اب رتبہ کی

www.novelsclubb.com

صحت اس کے لیے سب سے ضروری تھی۔وہ انہیں سوچوں میں گم تھی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ کب ڈاکٹرز رتبہ کا معائنہ کرتے چلے گئے،وہ اپنی سوچوں کو جھٹکتے اٹھی اور اندر داخل ہوئی،جہاں تاشفین ایک نرس کو رتبہ کے متعلق کچھ ہدایات دے رہا تھا۔آبروان کے قریب چلی گئی مگر خاموش رہی،اس کی موجودگی کو محسوس کرتے تاشفین نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا ایک کاغذ نرس کو تھمایا اور نرس تاشفین کی بات پر سر ہلاتی باہر چلی گئی۔

"ڈاکٹرز کیا کہہ رہے تھے رتبہ کے بارے میں؟"آبرو کے سوال پر تاشفین آبرو کی جانب دیکھتے جواب دینے لگا جبکہ آبرو کی نظروں کا مرکز بیڈ پر موجود رتبہ کا وجود تھا۔

"رتبہ ریکور کر رہی ہے"آبرو کے لبوں پر ایک پر سکون مسکراہٹ آئی،

"اب بس اس کے ہوش میں آنے کا انتظار ہے"آبرو نے نظریں اٹھاتے تاشفین کی جانب دیکھا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کچھ دیر تک رتبہ کو آئی-سی-یو میں شفٹ کریں گے تاکہ جب تک اسے ہوش نہیں آتا اسے انڈر آبزرویشن رکھا جا سکے" آبرو نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا اور سامنے کھڑے تاشفین کو دیکھنے لگی جو رتبہ کی ڈرپ چیک کر رہا تھا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ، آپ۔۔۔"

"یوں بار بار شکریہ ادا کر کے مجھے شرمندہ مت کریں، میں نے جو کچھ بھی کیا ایک ڈاکٹر ہونے کے ناطے یہ سب میرا فرض تھا" وہ آبرو کی بات نرمی سے کاٹتا بولا، جس پر آبرو خاموشی سے مسکرائی۔ آبرو نے آج دل میں ایک بات کا اعتراف کیا تھا کہ سامنے کھڑا مرد صرف ایک اچھا ڈاکٹر ہی نہیں بلکہ ایک اچھا انسان اور ایک اچھا مرد بھی تھا۔

صالحہ بیگم اصباح اور حرم کے ہمراہ ہسپتال پہنچ چکی تھیں۔ رتبہ کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ وہ سب اس وقت رتبہ کے پاس موجود تھیں۔ صالحہ بیگم کا رو رو کر برا

حال تھا۔وہ کبھی رتبہ کا ماتھا چومتیں تو کبھی ہاتھ! وہ ایک ایسی ماں تھیں جنہوں نے کچھ عرصہ پہلے ہی اپنی اولاد کو کھویا تھا۔

"امی،امی سنبھالیں خود کو" آبرو انہیں اپنے ساتھ لگاتے سنبھالنے لگی،

"رتبہ کی حالت اب خطرے سے باہر ہے،آپ بس اس کے ہوش میں آنے کی دعا کریں" وہ انہیں ساتھ پڑے صوفے پر بٹھانے لگی۔پاس کھڑی اصباح اور حرم بھی رتبہ کی اس حالت پر بہت پریشان تھیں۔

"میں کیسے صبر کروں بیٹا، مجھ سے اب سے یہ سب برداشت نہیں ہوگا،میری بچی اس حال میں۔۔۔۔۔" آبرو نے انہیں گلے لگالیا۔اسی لمحے تاشفین کمرے میں داخل ہوا۔وہ صبح ہی سبرینہ کو کال کرتے سارے معاملے کی تفصیل سے آگاہ کر چکا تھا۔سبرینہ ہسپتال آنا چاہتی تھی مگر تاشفین نے انہیں روک دیا تھا۔وہ چاہتا تھا کہ ایک بار رتبہ کو ہوش آجائے پھر وہ وہاں آکر صالحہ بیگم اور رتبہ سے مل لیں اور ویسے بھی ہسپتال میں اتنے لوگوں کا جمع ہوجانا مریض کے لیے بھی نقصان دہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا۔صالحہ بیگم روتے روتے گہرے سانس لینے لگیں،تاشفین انکی جانب متوجہ ہوا اور تیزی سے اس جانب آیا۔گلے میں پہنا سٹیتھوسکوپ اتارتے ان کی دھڑکن کا معائنہ کرنے لگا۔وہ مسلسل رو رہی تھیں۔تاشفین نے سامنے بیٹھی آبرو کو مخاطب کیا،

"آبروانہیں سنبھالنے کی کوشش کریں ورنہ ان کی طبیعت بگڑ جائے گی،آپ سب کا یہاں رکنا ٹھیک نہیں ہے" وہ رکا،آبرو اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"میں آپ لوگوں کے لیے الگ روم کا ارینج کرتا ہوں،آپ آنٹی کو وہاں لے جائیں" صالحہ بیگم تاشفین کی بات سنتے بولیں،

"نہیں بیٹا،مجھے اپنی بچی کے پاس رکنا ہے" ان کی آواز مدھم مگر لہجے میں ضد تھی۔

"آنٹی آپ رتبہ کے لیے پریشان مت ہوں،وہ بالکل ٹھیک ہے پر اگر آپ۔یونہی روتی رہیں تو آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی،مجھ پر بھروسہ رکھیں،رتبہ بالکل ٹھیک ہے" تاشفین صالحہ بیگم جو تسلی دیتا بولا اور اپنی جگہ چھوڑتے اٹھ کھڑا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوا۔کچھ دیر بعد وہ سب ایک الگ کمرے میں موجود تھے۔نرس صالحہ بیگم کو ڈرپ لگا رہی تھی جبکہ تاشفین بھی ان کے پاس ہی کھڑا تھا کہ صالحہ بیگم نے آبرو کو مخاطب کیا،

"آبرو مجھے کچھ تو بتاؤ کہ رتبہ کو کیا ہوا تھا؟وہ۔۔۔۔وہ کیسے اس حال کو پہنچی؟"صالحہ بیگم کے سوال پر آبرو نے کن اکھیوں سے پاس کھڑے تاشفین اور صالحہ بیگم کے پاس کھڑی نرس کو دیکھا کہ تاشفین کے الفاظ اسکی سماعت سے ٹکرائے،

"آپ آنٹی کا خیال رکھیے گا،کوئی بھی مسئلہ ہو تو مجھے ضرور بتایئے گا،میں ابھی آتا ہوں"اس نے آبرو کی جانب دیکھتے اپنی بات کہی اور پھر نرس کو مخاطب کیا،

"آپ بھی میرے ساتھ آیئے"وہ دونوں روم سے باہر جا چکے تھے جبکہ آبرو اسکے اس عمل پر حیران ہوئی تھی کہ وہ کیسے اسکی خاموشی کے پیچھے چھپی بات سمجھ گیا تھا!

"آبرو مجھے کچھ تو بتاؤ بیٹا" صالحہ بیگم کی آواز پر وہ انکی جانب متوجہ ہوئی اور مناسب الفاظ میں انہیں اس رات پارٹی میں ہوا واقعہ کہہ سنایا۔اس نے انہیں صرف اتنا بتایا تھا کہ رتبہ کی اپنی دوست سے شدید تلخ کلامی ہوئی تھی کیونکہ وہ اصل بات انہیں بتاتے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ اپنے عالیشان کمرے میں بیٹھی اس وقت اپنے پاؤں کا مساج کروا رہی تھی۔کمرے میں ہر جانب، ہر دیوار پر اسی کی چھوٹی بڑی تصویریں نصب تھیں۔وہ ایک خود پسند اور ضدی لڑکی تھی، جسے رتبہ صدیقی نے پہچاننے میں غلطی کی تھی۔وہ آنکھیں بند کیے کسی گہری سوچ میں گم تھی کہ اسکا فون بجنے لگا،اس نے آنکھیں کھولتے ہاتھ آگے بڑھایا اور اپنا موبائل اٹھتے سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا، کال شہریار کی تھی !اس نے ہاتھ کے اشارے سے ملازمہ کو کمرے سے باہر بھیج دیا اور کال اٹینڈ کرتے فون کان سے لگایا کہ شہریار کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی،

"اب کیسا فیل کر رہی ہیں آپ امل آفندی!"امل مسکراتے ہوئے جواب دینے لگی،

"ریلیکسڈ!"اس ایک لفظی جواب میں اس کی کیفیات عیاں تھیں۔

"ایک خبر ہے تمہارے لیے!"

"ہمم، کہو!"امل نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا جوس کا گلاس اٹھاتے اپنے لبوں سے لگایا،

"کل رات رتبہ کو نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے"امل ایک دم حیران ہوئی مگر خاموش رہی،

"لگتا ہے کافی سیریس تھی وہ اس دوستی کو لے کر"وہ طنزیہ بولا،

"تمہیں یہ خبر کس نے دی؟"

"سعدیہ کی کال آئی تھی"جواب فوراً آیا،

"بہت افسوس ہوا مجھے! بچ گئی یا۔۔۔"امل کی بات پر وہ ہنسا،امل نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑی،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بچ گئی بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ تمہاری دوستی نے اسے بچالیا" امل استہزایہ انداز میں بولنے لگی،

"بالکل، میری دوستی اس کے لیے کافی اہم تھی، خیر اس کا چیپٹر اب میں اپنی زندگی سے کلوز کر چکی ہوں شہریار" وہ رکی،

"سو آئندہ میرے سامنے ا"س کا ذکر کر کے میرا موڈ خراب مت کرنا، بائے" وہ یہ کہتے فون کاٹ چکی تھی۔

رتبہ کو کچھ دیر پہلے ہی ہوش آیا تھا۔اس کے آس پاس موجود ہر شخص کی چہرے پر پُر مسرت مسکراہٹ تھی۔ان سب کو پریشانی کے بعد راحت نصیب ہوئی تھی۔وہ سب رتبہ سے ہلکی پھلکی باتیں کرتے اسے مطمئن رکھنے کی کوشش کر رہے تھے کیونکہ ڈاکٹرز نے اسکے سامنے کوئی بھی ایسی بات جو اسکے لیے پریشانی کا باعث بنے کرنے سے سختی سے منع کیا تھا جبکہ ہوش کی منازل طے کرتے ہی رتبہ کو سب یاد

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنے لگا تھا جو اس کی اس حالت کا ذمہ دار تھا مگر اپنوں کو پاس دیکھتے، انکے چہرے پر موجود مسکراہٹیں دیکھتے وہ پر سکون اور مطمئن محسوس کر رہی تھی۔ آبرو کو صالحہ بیگم نے حرم کے ساتھ گھر بھیجا تھا تاکہ وہ فریش ہو کر کچھ دیر آرام کر لے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ سبرینہ اور زاویار اندر داخل ہوئے۔ سبرینہ صالحہ بیگم اور سبرینہ کے قریب جاتے ان سے ملنے لگیں۔ کچھ فاصلے پر کھڑا زاویار سنجیدہ چہرہ لیے رتبہ کو دیکھ رہا تھا۔ مرجھایا ہوا چہرہ، پیلا پڑتا رنگ، آنکھوں کے نیچے گہرے ہلکے، سوجی ہوئی آنکھیں وہ صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی۔ خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے رتبہ نے زاویار کی جانب دیکھا، دونوں کی نظریں ملیں۔ اس کی نظروں کا سارا شوخ پن ماند پڑ گیا تھا۔ زاویار کا دل بے اختیار اس کے لیے پریشان ہوا۔ وہ اسے ایسی بجھی بجھی بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ وہ ہمیشہ دوبدو جواب دیتی ہی جچتی تھی۔ وہ نظریں پھیرتا باہر آ گیا جہاں اسے سامنے سے تاشفین آتا دکھائی دیا۔ تاشفین زاویار کے چہرے پر چھائے تاثرات دیکھتا پریشان ہوا،

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا زاوی، سب ٹھیک ہے نہ؟" وہ اسکے قریب آتا بولا،

"رتبہ کو کیا ہوا ہے بھائی؟" سوال انتہائی غیر متوقع تھا۔ تاشفین اسکی آنکھوں میں نظر آتا تاثر دیکھتے ٹھٹکا، اسکی آنکھیں تاشفین کو کچھ اور ہی سمجھا رہی تھیں۔

"نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا" زاویار فوراً بولا،

"وہ تو مجھے بھی معلوم ہے بھائی" وہ رکا اور تاشفین کی آنکھوں میں دیکھتا بولا،

"نروس بریک ڈاؤن کیوں ہوا تھا؟ میں یہ پوچھ رہا ہوں" اس کا لہجہ اور انداز تاشفین کو حیران کر رہا تھا۔ وہ آج ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ تھا۔

"مجھے نہیں معلوم زاوی مگر جو بھی ہوا تھا وہ اس کے لیے بہت تکلیف دہ تھا" زاویار نے سختی سے لب بھینچے، تاشفین اسکے قریب آیا اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا،

"فکر مت کرو زاویار، وہ اب ٹھیک ہے" وہ دونوں بھائی تھے، ایک دوسرے کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ہسپتال کے اس کمرے میں اس وقت اکیلی تھی۔اسے آج یہاں ایڈمٹ ہوئے پورا ہفتہ ہو گیا تھا مگر ابھی تک ہسپتال سے ڈسچارج نہیں کیا گیا تھا۔ان سات دنوں میں ہر کوئی اسکی تیمارداری کے لیے ہسپتال آیا تھا۔رابعہ بیگم اور مہمل بھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی واپس گئی تھیں۔ان دونوں میں آبرو کا اس سے بہت بار سامنا ہوا تھا مگر آبرو نے اسے مخاطب کرتے صرف چند رسمی باتوں کے علاوہ کوئی بات نہ کی تھی۔رتبہ کو اسکے چہرے پر واضح ناراضگی دیکھائی دیتی تھی۔یقیناوہ سب جان چکی ہو گی مگر رتبہ کو اس سے کوئی گِلا نہ تھا کیونکہ اسے ناراض ہونے کا پورا حق حاصل تھا۔آبرو روزرات کو اس کے پاس ٹھہرتی مگر ان کے درمیان گفتگو نہ ہونے کے برابر ہوتی۔وہ انہیں سوچوں میں گم تھی کہ دروازہ کھلا اور آبرو اندر داخل کوئی،اس نے سامنے مریضوں کے لباس میں موجود رتبہ کی جانب دیکھا اور اسے سلام کرتے

دروازہ بند کیا اور قدم بڑھاتے اس کے قریب آئی۔اپنا بیگ صوفے پر رکھتے اس نے رتبہ کی جانب دیکھا جو بیڈ پر بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"سوئی کیوں نہیں ابھی تک؟"نرمی سے سوال کیا گیا۔

"مجھے نیند نہیں آرہی تھی"جواب فوراآیا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟"لہجے میں فکر تھی۔رتبہ نے اثبات میں سر ہلایا،

"میڈیسن لی تھی؟"اس بار بھی رتبہ کی اقرار میں ہلتی گردن پر آبرو پر سکون ہوئی اور ٹیبل پر موجود چیزیں سمیٹنے لگی۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے آبرو"رتبہ کی آواز پر آبرو نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے گیارہ بجا رہی تھی اور اثبات میں سر ہلاتے، ٹیبل پر رکھے پھلوں میں سے دو سیب اٹھاتے پلیٹ میں رکھے اور کھڑے کھڑے انہیں کاٹنے لگی، سیب کے ہر ٹکڑے کے ساتھ رتبہ خود کو آبرو سے بات کرنے کے لیے تیار کر رہی

www.novelsclubb.com

تھی۔ آبرو پلیٹ اٹھائے اس کے قریب گئی کہ رتبہ بے اختیار اپنے دونوں بازوں اسکے گرد پھیلاتے، اس کے گلے لگ گئی۔ رتبہ کی اس حرکت پر آبرو ایک دم حیران ہوئی مگر پھر پلیٹ سائیڈ پر رکھتے اس نے بھی اپنے بازو اسکے گرد پھیلاتے اسے گلے لگایا کہ رتبہ کی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی،

"مجھے معاف کردو آبرو، میں بہت بری ہوں، بہت بری!" اسکی آواز رندھ چکی تھی۔ آبرو نے اسے خود سے الگ کرتے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور اس کے بہتے آنسو صاف کرنے لگی،

"تم ہمیشہ مجھے سمجھاتی تھی مگر میں نے کبھی تمہاری بات نہیں مانی، ہمیشہ تم۔۔۔ تم سے بدتمیزی کرتے۔۔۔۔ تمہارا دل دکھاتی تھی، تمہیں تکلیف دیتی تھی، میں۔۔۔ میں بہت۔۔۔۔ بہت بری ہوں آبرو" وہ رو رہی تھی۔

"تمہارے ان آنسوؤں سے بھی مجھے تکلیف ہی ہوتی ہے رتبہ" آبرو کی اس بات پر رتبہ نے آبرو کی جانب دیکھا، جس کی آنکھیں نم تھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں نے ہمیشہ تمہارا بھلا چاہا ہے، اب بھی وہی چاہتی ہوں اور ہمیشہ چاہتی رہوں گی، اس لیے اب رونا بند کرو ورنہ تمہاری طبیعت بگڑ جائے گی" آبرو کی بات پر رتبہ فورا بولی،

"مجھے اس بات کا احساس بخوبی ہو گیا ہے کہ میں ہمیشہ غلط تھی، میں۔۔۔۔ میں بہت بری ہوں آبرو میں۔۔۔۔" رتبہ دوبارہ روتے ہوئے اپنی بات دہرانے لگی،

"تم بالکل بھی بری نہیں ہو رتبہ بس تمہارے آس پاس برے لوگ آ گئے تھے، جنہیں وقت نے خود ہی تم سے دور کر دیا ہے" آبرو نے ہاتھ بڑھاتے اس کے آنسو صاف کیے اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتی بولی،

"میں امل کو ہمیشہ اپنا اچھا دوست مانتی تھی مگر اس نے۔۔۔۔"

"ماضی کو بھول جاؤ رتبہ! صرف اس سے حاصل ہونے والا سبق یاد رکھو جو تمہیں مستقبل میں فائدہ دے گا اور خدا کا شکر ادا کرو کہ وقت پر ہی سب کی حقیقت تم پر آشکار ہو گئی" آبرو اسے سمجھانے لگی،

"شاباش اب رونا بند کرو اور مستقبل میں اپنے آس پاس موجود لوگوں پر اعتبار کرنے میں ہمیشہ محتاط رہنا کیونکہ جو جیسا نظر آتا ہے وہ ویسا ہوتا نہیں" رتبہ آبرو کی جانب دیکھ رہی تھی، اُس کے آنسو اب رک چکے تھے۔

"غلطیاں انسانوں سے ہی ہوتی ہیں رتبہ مگر کامیاب انسان وہ ہے جو اپنی کی گئی غلطی سے حاصل ہوا سبق ہمیشہ یاد رکھے اور دوبارہ اس غلطی کو نہ دہرائے" رتبہ نے اثبات میں سر ہلاتے اپنی آنکھیں صاف کیں،

"اب خود کو یوں پریشان مت کرو، جو ہو گیا اسے بھول جاؤ اور آنے والے کل پر دھیان دو، ویسے بھی ایک دو دن تک تمہیں ڈسچارج کر دیں گے پھر گھر جاؤ گی تو مزید بہتر محسوس کرو گی" آبرو کے بات پر رتبہ کے ذہن میں ایک سوال بیدار ہوا،

"آبرو تم۔۔۔۔نے امی۔۔۔کو بھی سب۔۔۔؟" اس نے اپنا سوال ادھورا چھوڑا، اس کے سوال پر آبرو نے اثبات میں سر ہلایا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں، میں نے امی کو بھی اس بارے میں بتادیا تھا مگر پوری بات واضح نہیں کی" وہ رکی، رتبہ کی جانب دیکھا،

"پوری سچائی صرف میرے اور تمہارے درمیان ہی ہے، اب ان باتوں کو چھوڑو رتبہ، براوقت گزر چکا ہے" آبرو نے مسکراتے ہوئے کہا، رتبہ دوبارہ بولنے لگی،

"مجھے لگا تھا کہ تم ہمیشہ کے لیے مجھ سے ناراض ہو جاؤ گی۔۔۔ مجھ سے کبھی بات نہیں کرو گی، میں اکیلی رہ جاؤں گی اور۔۔۔"

"میں تمہاری بہن ہوں رتبہ، میں تم سے وقتی طور پر تو خفا ہو سکتی ہوں مگر کبھی تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی" آبرو نے اس کے ہاتھ تھامتے اسے جواب دیا،

"نہ آج چھوڑا ہے، نہ کبھی چھوڑوں گی" آبرو نے یہ کہتے اس کے ہاتھ چھوڑے اور سائیڈ پر رکھی پلیٹ اٹھائی،

"تم بہت اچھی ہو آبرو" رتبہ کی بات پر آبرو نے اسکی جانب دیکھا،

"مجھے معلوم ہے" آبرو نے فخریہ انداز میں کہا جس پر رتبہ ہنسنے لگی، آبرو نے سیب کا ایک ٹکڑا اٹھاتے رتبہ کو کھلایا، بالکل اسی انداز میں رتبہ نے بھی ایک ٹکڑا آبرو کو کھلایا۔ایک مشکل گھڑی بیت گئی تھی، رنجشیں دور ہو گئی تھیں جس سے ماحول اب بہت پر سکون ہو چکا تھا۔

فیاض لاشاری بیڈ پر بیٹھے فون پر کسی سے بات کرنے میں مصروف تھے۔بیڈ پر انکے ساتھ بیٹھی فائقہ بیگم ہاتھوں کو لوشن لگاتے، انکے فارغ ہونے کی منتظر تھیں۔انکے دماغ میں آج ایک خیال آیا تھا جسے وہ جلد از جلد عملی جامہ پہنانا چاہتی تھیں۔کچھ دیر بعد فیاض صاحب نے فون بند کرتے سائیڈ پر رکھا کہ فائقہ بیگم نے انہیں مخاطب کیا،

"فیاض مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے" فیاض لاشاری نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی ایک کتاب اٹھاتے انکی جانب دیکھا۔

"ہمم بولو" وہ کتاب کھولتے مصروف انداز میں بولے،

"میں سوچ رہی تھی کہ اگر ہم کمپنی کے 20 پرسنٹ شیئرز شہریار کے نام کر دیں تو۔۔۔" فیاض لاشاری چونکے اور کتاب بند کرتے انکی جانب دیکھا،

"کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا؟ پہلے ہی تم 40 پرسنٹ شیئرز شاہزین کے نام لگوا چکی ہو، اب کیا چاہتی ہو کہ میں باقی کا سب تمہارے دوسرے بیٹے کے نام لگا کر خود خالی ہاتھ بیٹھ جاؤں اور تمہارے دونوں بیٹے مل کر میرا بزنس تباہ و برباد کر دیں" فائقہ بیگم کی بات انہیں غصہ دلا گئی تھی۔

"میں نے ایسا کب کہا فیاض، میرا مطلب تھا کہ آپ شاہزین کے شیئرز میں سے ہی آدھے شیئرز شہریار کے نام کر دیں" فائقہ بیگم اپنا مدعا بیان کر چکی تھیں۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ خیال تمہارے دماغ میں کیوں آیا ہے؟" فیاض لاشاری ان کے مشورے پر طنزیہ انداز میں بولے،

"شہریار اب بڑا ہو گیا ہے، اسے اپنی کمپنی، یہ بزنس سب سنبھالنا چاہیے اور۔۔"فیاض لاشاری نے انکی بات کاٹی،

"ایک بات میں تمہیں یاد دلاتا چلوں کہ تمہارا وہ بیٹا جو بقول تمہارے اب بڑا ہو چکا ہے، آج تک ایک بار بھی آفس نہیں آیا اور صاف الفاظ میں میرے بزنس کو انکار کر چکا ہے"فیاض لاشاری کی اس بات پر فائقہ بیگم کچھ لمحے خاموش ہوئیں مگر دوبارہ بولنے لگیں،

"میں سمجھاؤں گی شہریار کو اور ویسے بھی جب شیئرز اس کے نام ہو جائیں گے تو اس بزنس میں خود بخود اسکی دلچسپی پیدا ہو جائے گی"فائقہ بیگم انہیں قائل کرنے لگیں،

"ایسا کچھ بھی نہیں ہونے والا!"فیاض لاشاری نے نفی میں سر ہلاتے انکار کیا،

"فیاض پلیز آپ ایک بار میری بات مان کر تو دیکھیں"فیاض لاشاری نے فائقہ بیگم کی جانب دیکھا،

"پلیز فیاض" وہ اصرار کرنے لگیں۔

"میری ایک شرط ہے" فیاض لاشاری کی بات پر فائقہ بیگم کی آنکھوں میں الجھن ابھری،

"کیسی شرط؟"

"پہلے شہریار پورے دو ماہ روز آفس آئے گا، بزنس کے معاملات کو سمجھے گا پھر ہی میں اس بارے میں کچھ سوچوں گا" انکی بات پر فائقہ بیگم مسکرائیں،

"آپ بے فکر رہیں میں کل ہی شہریار سے بات کروں گی، بہت جلد وہ آفس جوائن کرلے گا" فائقہ بیگم اپنے مقصد میں کامیاب ٹھہریں،

"ہمم دیکھتے ہیں" فیاض لاشاری ہاتھ میں پکڑی کتاب دوبارہ کھولتے بولے، جبکہ فائقہ بیگم کے چہرے پر فتح کی مسکراہٹ تھی۔

تاشفین قدم اٹھاتا روم میں داخل ہوا، سامنے موجود سب لوگوں نے اس کی جانب دیکھا۔ان کے قریب پہنچتے اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل بیڈ پر بیٹھی رتبہ کی جانب بڑھائی،

"یہ لو رتبہ تمہاری ڈسچارج سلپ" رتبہ نے مسکراتے ہوئے وہ فائل تھامی۔تاشفین کی بات پر سب کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"مگر رتبہ تمہیں اپنا بہت خیال رکھنا ہے،اپنی صحت کے معاملے میں ذرا بھی لاپرواہی نہیں کرنی کیونکہ وہ کہتے ہیں نہ" وہ رکا،وقفہ دیتے دوبارہ بولا،

"جان ہے تو جہان ہے"تاشفین کی بات پر رتبہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"آنٹی آپ بھی اپنا خیال رکھیے گا،مصیبت کا وقت گزر چکا ہے،اب سب بالکل ٹھیک ہے،کوئی بھی پریشانی ہو تو مجھے بتایئے گا"تاشفین نے صالحہ بیگم کو مخاطب کیا،جس پر صالحہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اسے دل سے دعا دی۔

"ہاں صالحہ تاشفین بالکل صحیح کہہ رہا، کوئی بھی پریشانی ہو تو مجھے ضرور بتانا، ہم تمہارے ساتھ ہیں" پاس کھڑی سبرینہ بولیں۔ وہ اس دن سے روز ہسپتال آرہی تھیں۔

"تمہارا بہت شکریہ بیٹا، تم نے ہماری بہت مدد کی ہے" صالحہ بیگم نے تاشفین کو مخاطب کرتے کہا جس پر وہ بولنے لگا،

"بیٹا بھی کہہ رہی ہیں اور شکریہ بھی ادا کر رہی ہیں" وہ رکا،

"آپ میرے لیے بالکل امو جان کی طرح ہیں آنٹی، آپ لوگ ہمارے اپنے ہیں اور اپنوں کے لیے انسان اتنا تو کر ہی سکتا ہے" وہ مسکرایا، صالحہ بیگم کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی کہ سبرینہ نے انہیں مخاطب کیا،

"صالحہ تم سب کو ابھی میں اور زاویار گھر چھوڑ دیں گے" صالحہ بیگم فوراً بولیں،

"تم خوامخواہ زحمت کر رہی ہو سبرینہ، میں۔۔۔"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اس میں زحمت کی کیا بات ہے صالحہ، رتبہ میری بھی بیٹیوں جیسی ہے" صالحہ بیگم خاموش ہو گئیں۔

"تاشفین تم زاویار کو کہو کہ وہ گاڑی نکالے" تاشفین سبرینہ کی بات پر سر ہلاتا چلا گیا۔

"آبرو کہاں ہے؟" سبرینہ کے سوال پر صالحہ بیگم بولنے لگیں،

"وہ ابھی تمام بلز وغیرہ کلیئر کرنے کے لیے گئی ہے، اسے واپسی پر دیر ہو جائے گی" سبرینہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔ کچھ دیر بعد وہ سب گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا زاویار بار بار سامنے لگے آئینے سے پیچھے بیٹھی رتبہ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے یوں چپ چپ، مرجھائی ہوئی بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ نجانے کیوں پر اسکی یہ حالت زاویار کو تکلیف دے رہی تھی جبکہ اسکا یوں بار بار رتبہ کو دیکھنا گاڑی میں بیٹھی صالحہ بیگم اور سبرینہ محسوس کر چکی تھیں۔

وہ تمام بلز ادا کرتے اب فارغ ہوئی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کی لمبی قمیض کے ساتھ سیاہ ٹراؤزر پہنے اس کا رخ اب کارڈیالوجی وارڈ کی جانب تھا۔ سیاہ دوپٹہ سر پر اوڑھے وہ تیز تیز قدم اٹھا رہی تھی کہ وہ اسے سامنے راہداری میں ہی ایک فیمیل ڈاکٹر سے بات کرتا نظر آیا۔ وہ کچھ فاصلے پر رک کر اسکے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ تاشفین کی بے اختیاری میں اس جانب نظر اٹھی، سیاہ دوپٹے کے ہالے میں موجود وہ چہرہ دیکھتے اس نے اپنی بات ختم کرتے اس ڈاکٹر سے معذرت کی اور قدم اٹھاتا آبرو کے قریب آیا،

"سوری آپ کو ڈسٹرب کیا" اس کے قریب آنے پر آبرو مسکراتے ہوئے بولی،

"نہیں، نہیں ایسی کوئی بات نہیں بلکہ میں بھی ابھی آپ کو ہی کال کرنے والا تھا" وہ اس وقت سرجن کے مخصوص لباس میں موجود تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ میرے ساتھ آئیں، مجھے رتبہ کے متعلق آپ کو کچھ ضروری باتیں بتانی ہیں" اس کی بات پر آبرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ہمراہ قدم اٹھانے لگی، کچھ دیر بعد وہ دونوں تاشفین کے کیبن میں موجود تھے۔

"آپ جانتی ہیں آبرو کہ رتبہ موت کے منہ سے واپس آئی ہے" تاشفین نے اپنی بات کا آغاز کیا۔

"نروس بریک ڈاؤن ہونا معمولی بات نہیں اور اس کی مکمل ریکوری بھی بہت وقت مانگتی ہے" آبرو سنجیدہ چہرہ لیے اسکی باتیں سن رہی تھی۔

"میں نہیں جانتا کہ ایسی کیا وجہ تھی، جس نے رتبہ کو اس مقام تک پہنچا دیا کہ اسے نروس بریک ڈاؤن ہو گیا" ایک تاثر آبرو کے چہرے پر ابھرا، جسے سامنے موجود تاشفین نے بخوبی دیکھا،

"آپ پریشان مت ہوں، میں آپ سے وہ وجہ نہیں پوچھوں گا" آبرو نے نظریں اٹھاتے سامنے بیٹھے اس بھوری آنکھوں والے اس شخص کو دیکھا، وہ کیسے بن کہے اس کی باتیں سمجھ جاتا تھا!

"مگر آپ کو اس کا بہت خیال رکھنا ہوگا، اسے ہر قسم کی پریشانی سے دور رکھنا ہوگا کیونکہ اگر اب وہ پریشانی لے گی تو معاملہ جان لیوا ہو سکتا ہے" آبرو نے اسکی بات سمجھتے اثبات میں سر ہلایا،

"میری پوری کوشش ہوگی کہ میں اسے ہر قسم کی پریشانی سے دور رکھوں اور اسکی صحت کا خاص خیال رکھوں" وہ رکی،

www.novelsclubb.com

"میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں، اگر اس رات آپ نہ آتے تو میں وہ سب اکیلے کیسے سنبھالتی" وہ واقعی تاشفین کی بہت مشکور تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے آبرو، آپ کو اللہ نے بہت قوت عطا کی ہے، آپ آج تک اکیلی اتنے مسائل کا سامنا کرتی آئی ہیں، خود کو کبھی بھی کمزور مت سمجھیے گا، آپ

بہت مضبوط اور بہادر ہیں" وہ جانے انجانے میں ہمیشہ اس کی ہمت بڑھاتا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی آبرو کا فون بجنے لگا،اس نے سکرین پر جگمگاتا نام دیکھا اور کال کاٹتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی،

"چلیں اب میں چلتی ہوں،ونس اگین تھینک یو سو مچ" وہ مسکراتے ہوئے بولی کہ اسکا فون پھر سے بجنے لگا،وہ قدم اٹھاتی کیبن سے باہر آگئی جبکہ تاشفین سمجھ چکا تھا کہ وہ کال یقیناً اسکے لیے بہت اہم تھی۔ کیبن سے باہر آتے آبرو نے فون کان سے لگایا اور چلتے ہوئے راہداری عبور کرنے لگی کہ اس کی سماعت سے دوسری جانب سے بولے جانے والے الفاظ ٹکرائے،جنہیں سنتے آبرو کے قدم وہیں رک گئے۔

"کیا۔۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" دوسری جانب سے دوبارہ کچھ کہا گیا،

"کس نے کیا ہے یہ؟" آبرو کے اس سوال پر دوسری جانب سے لیا جانے والا نام آبرو کی حیرت میں مزید اضافہ کر گیا۔

"تو بتائیں رتبہ میڈم کہ آج آپ کیا کھانا چاہتی ہیں؟" اصباح نے بیڈ پر بیٹھتے رتبہ سے پوچھا، جو بیڈ پر صالحہ بیگم کے ساتھ بیٹھی تھی۔ انہیں ہسپتال سے گھر پہنچے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی۔

"میرا خیال ہے رتبہ پلاؤ کھانا چاہتی ہے" جواب حرم کی جانب سے آیا، جس پر اصباح اسے گھورتی ہوئی بولی،

"میں نے تم سے نہیں رتبہ سے سے پوچھا ہے" رتبہ مسکرائی، اصباح کے سوال پر وہ بولنے لگی،

"جو تمہیں ٹھیک لگے" رتبہ کی آواز مدھم تھی کہ صالحہ بیگم بولنے لگیں،

"رتبہ بیٹا ابھی تم آرام کرو، تمہاری طبیعت ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی" رتبہ صالحہ بیگم کی جانب دیکھنے لگیں جو بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"تب تک میں اور اصباح مل کر تمہارے لیے تمہارا پسندیدہ کھانا تیار کرتے ہیں" وہ مسکراتے ہوئے بولیں، اصباح بھی اپنی جگہ چھوڑتے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ تینوں کمرے سے چلی گئیں۔ انکے جانے پر رتبہ کی آنکھیں بے اختیار بھیگیں۔ یہ اس کے گھر والے، اس کے اپنے، اس کے خونی رشتے تھے، جن پر وہ ہمیشہ غیروں کو فوقیت دیتی آئی تھی۔ اس نے غیروں پر اعتبار کرتے، اپنوں کو فراموش کیا تھا جس کے نتیجے میں اس نے گہری چوٹ کھائی تھی۔ اس نے ہمیشہ اپنوں کو نظرانداز کرتے، دوسروں کی خاطر ان سے تلخ کلامی کرتی تھی، ان کی دل آزاری کرتی تھی، مگر آج وہی اپنے اس کے ساتھ تھے، اس کے لیے فکرمند تھے۔ وہ خوش نصیب تھی کہ اللہ نے اسے ایسے گھر والوں سے نوازا تھا جنھوں نے اسے اسکی غلطیوں کے باوجود بھی تنہا نہیں چھوڑا تھا۔ اس بخوبی احساس ہو چکا تھا کہ دولت سے سب خریدا جا سکتا ہے مگر اپنے قریبی رشتے نہیں! کیونکہ یہ رشتے بے مول ہوتے ہیں، ہر دکھ اور پریشانی میں آپ کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اس واقعے

www.novelsclubb.com

سے اس نے سب سے بڑا سبق یہ سیکھا تھا کہ اپنی بنیادیں بھول کر دوسروں کے رنگوں میں رنگنے والے ہمیشہ ٹھوکر ہی کھاتے ہیں۔وہی طرزِ زندگی جو اسے ایک وقت میں بہت پرکشش اور اچھا محسوس ہوتا تھا آج وہی طرزِ زندگی اسے انتہائی کھوکھلا محسوس ہو رہا تھا۔زندگی میں اپنے قریبی رشتوں سے زیادہ قیمتی کچھ نہیں ہوتا!

اچھا لباس پہننے سے آپ امیر تو لگ سکتے ہیں مگر سکون حاصل نہیں کر سکتے!اس نے پاس پڑا موبائل اٹھایا اور گہری سانس لیتے امل کا نام لکھا،اس کا نمبر نکالتے اسے ایک میسج کیا،

"مجھے میری زندگی کا سب سے بڑا سبق دینے کے لیے تمہارا بہت شکریہ!" یہ میسج اسے بھیجتے وہ اسکا نمبر بلاک کر چکی تھی۔امل نامی اس انسان کو وہ صرف وہ اپنے موبائل سے ہی نہیں بلکہ اپنی زندگی سے بھی نکال چکی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ہاسپٹل سے سیدھا عدالت آئی تھی جس کی وجہ وہی فون کال تھی جو اسے ہاسپٹل میں موصول ہوئی تھی۔اسلم کا قتل ہو گیا تھا،وہ اپنا اہم ترین گواہ کھو چکی تھی مگر سب سے حیران کن بات یہ تھی کہ اسے قتل کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ عماد تھا۔وہ واقعے کی مکمل تفصیلات معلوم کروا چکی تھی۔اسلم کی بیوی نے عماد کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی تھی جس پر عماد کو فوراً گرفتار کر لیا گیا تھا۔آبرو اب اسلم کی بیوی سے ملاقات کرنا چاہتی تھی۔وہ اس وقت اپنے آفس میں موجود تھی کہ اس کا فون بجنے لگا،اس نے فوراً فون اٹھایا،

"ہاں،ہاں،تم انہیں ادھر ہی لے آؤ پلیز"کال کٹ چکی تھی۔کچھ لمحے بعد اسلم کی بیوی آبرو کے آفس میں بیٹھی تھی۔اسے لانے والی سدرہ تھی جو ان دونوں کے ساتھ ہی آ بیٹھی۔پولیس اس کے تمام بیانات ریکارڈ کر چکی تھی۔آبرو نے سامنے بیٹھی اس عورت کو دیکھا جس کی آنکھیں رو رو کر سوجی ہوئی تھیں۔بے شک

www.novelsclubb.com

مرنے والا ایک مجرم تھا مگر وہ اس عورت کا شوہر اور اس کے بچوں کا باپ تھا۔ کچھ دیر اسے حوصلہ دینے کے بعد آبرو نے بات کا آغاز کیا،

"یہ سب کیسے ہوا راحمہ، کیا آپ مجھے تفصیل سے ساری بات بتا سکتی ہیں؟" راحمہ نے آبرو کی جانب دیکھا اور بولنے لگی،

"کل رات جب میں اور اسلم بچوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک دم دروازے پر زور زور سے دستک ہونے لگی جیسے کوئی دروازہ توڑ کر اندر داخل ہونا چاہتا ہو، اسلم کو اسی وقت خطرے کی بو محسوس ہوئی اور اس نے مجھے کہا کہ میں بچوں کو لے کر کمرے میں چلی جاؤں اور جب تک وہ نہ کہے باہر نہ آؤں، میں نے انکار کیا مگر پھر مجبوراً مجھے اسکی بات ماننی پڑی" وہ رکی، ایک گہری سانس لی، وہ دونوں اس کی بات بہت غور سے سن رہی تھیں۔

"میں کمرے میں چلی گئی کہ کچھ لمحے بعد مجھے کسی کی زور زور سے چلانے کی آوازیں آنے لگیں، مجھ سے رہا نہ گیا، میں بچوں کو وہیں چھوڑتے باہر آئی کہ مجھے

www.novelsclubb.com

دور سے ہی اسلم کے ساتھ ایک آدمی کھڑا دکھائی دیا، جو بہت غصے سے اسلم کا گریبان پکڑے کچھ بول رہا تھا، میں نے کچھ قدم مزید آگے بڑھائے تو مجھے اسکے الفاظ سنائی دیے، وہ اسلم کو کورٹ میں گواہی دینے سے روکنے آیا تھا مگر اسکے انکار پر اس آدمی نے گن نکالتے اس کا رخ اسلم کی جانب کیا، اس سے پہلے کہ میں ان کے پاس جاتی۔۔۔" اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آواز رندھ چکی تھی۔

" وہ گولی چلا چکا تھا، وہ تین گولیاں اسلم کے سینے میں اتارتا چلا گیا" وہ رونے لگی،

" سنبھالو خود کو راحمہ " آبرو نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے دلاسہ دیا،

" مگر تم تو اس آدمی کو جانتی نہیں تھی، پھر تم نے اسے نامزد کیسے کیا؟" آبرو کے سوال پر وہ اپنے آنسو صاف کرتی بولی،

"اس کے جانے کے بعد میں تیزی سے اسلم کے پاس گئی، اس نے اپنی آخری سانسوں میں اس شخص کا نام لیا تھا، وہ بار بار عماد کا نام پکار رہا تھا" وہ رونے لگی،

www.novelsclubb.com

"اس ظالم نے ایک بار بھی اسلم پر رحم نہیں کھایا" اس کے آنسو دوبارہ بہنے لگے،

"اپنے آپ کو سنبھالو، تمہارا شوہر بے شک ایک مجرم تھا مگر وہ اپنے گناہوں کی تلافی کا آغاز کر چکا تھا" آبرو کے بولنے پر راحمہ نے اپنے آنسو صاف کیے،

"وکیل صاحبہ، آپ اس عماد کو جیل سے چھوٹنے مت دیجیے گا"

"تم بے فکر رہو، میں اس کے مجرم کو سزا ضرور دلواؤں گی" آج آبرو کی عماد سے نفرت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

سورج غروب ہونے والا تھا۔ آسمان پر سرخی چھانے لگی تھی۔ اسی پہر آبادی سے کچھ دور سڑک پر ایک گاڑی پوری رفتار سے سفر کر رہی تھی۔ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر شاہزین لاشاری موجود تھا۔ گاڑی میں میوزک کہ آواز گونج رہی تھی کہ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے فواد نے میوزک کی آواز کم کرتے اسے مخاطب کیا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہارے کل کے کیا پلینز ہیں شاہزین؟"شاہزین نے گردن موڑتے اسکی جانب دیکھا،

"کل صبح مجھے ایک ضروری کام سے کراچی جانا ہے" وہ رکا،

"کیوں سب خیریت ہے؟"شاہزین کے سوال پر فواد بولا،

"ایکچولی یار میں تمہیں کسی سے ملوانا چاہتا تھا"

"کس سے؟"سوال فوری تھا مگر اس سے پہلے کہ فواد کوئی جواب دیتا اسکی نظر سامنے پڑی جہاں سڑک پر ایک شخص کھڑا تھا۔

"شاہزین سامنے۔۔۔"وہ اتنے ہی الفاظ ادا کر پایا تھا کہ شاہزین نے سامنے دیکھا اور گاڑی کو ایک دم بریک لگائی مگر گاڑی کی تیز رفتار کی وجہ سے وہ عین گاڑی اس شخص کے سامنے جا رکی، شاہزین کے ماتھے پر بل پڑے اور وہ غصے سے اترا، اسے یوں غصے میں دیکھتے فواد بھی فوراً اترا۔شاہزین نے اس شخص کے پاس جاتے ایک

نگاہ اسکے حلیے پر ڈالی۔پھٹے ہوئے کپڑے، بکھرا ہوا حلیہ، بڑے ہوئے بکھرے بال وہ ایک فقیر تھا۔ جس کے حلیے کے باعث اسکی عمر کا تعین کرنا مشکل تھا۔

"دکھائی نہیں دیتا کیا؟ اندھے ہو؟" شاہزین اسکا گریبان پکڑتے بولا کہ اسکی نگاہ گاڑی کی ٹوٹی ہوئی ہیڈ لائٹ پر پڑی، جو اپنا بچاؤ کرتے ہوئے اس فقیر کی لاٹھی سے ٹوٹ گئی تھی۔اس کے غصے میں مزید اضافہ ہوا۔

"یہ کیا کیا ہے تم نے؟" اشارہ ٹوٹی ہوئی ہیڈ لائٹ کی جانب تھا۔ فواد اور اس فقیر نے بھی اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا،

"معاف کر دو صاحب، غلطی سے ہو گیا" وہ فقیر منمنایا، شاہزین نے اب تک اسکا گریبان پکڑ رکھا تھا۔

"غلطی مائی فٹ! تجھے اندازہ بھی ہے تو نے کتنا بڑا نقصان کیا ہے؟ اسے کیسے پورا کرے گا اب؟" وہ دھاڑا کہ فواد آگے بڑھا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اسے چھوڑ دو شاہزین، جانے دو" وہ شاہزین کو سمجھاتے ہوئے پیچھے ہٹانے لگا،

"کیوں چھوڑ دوں ہاں؟ اس نے میرا نقصان کیا ہے، شاہزین لاشاری کا" وہ دوبارہ غصے سے بولا،

"صاحب معاف کر دو صاحب، مین آپکا نقصان پورا کر دوں گا" وہ لاغر فقیر دوبارہ بولا، جس پر شاہزین استہزایہ انداز میں ہنسا،

"تم میرا نقصان پورا کرو گے ہاں! ارے اگر تمہیں بیچ بھی دوں نہ تب بھی یہ نقصان پورا نہیں ہو گا" وہ ہتک آمیز لہجے میں بولا، اس لمحے کچھ فاصلے پر کھڑا ایک سفید لباس میں موجود فقیر ان کے قریب آنے لگا،

" مجھے معاف کر دو صاحب!"

"جسٹ شٹ آپ" وہ دھاڑا،

"جب چلنا نہیں آتا تو سڑک پر آتے کیوں ہو؟ دو کوڑی کی اوقات ہے تم لوگوں کی!" اس نے غصے سے کہتے اسکا گریبان چھوڑتے، اسے دھکا دیا جس پر وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پایا اور زمین بوس ہوا، پیچھے سے آتے سفید لباس والے اس فقیر نے جھکتے ہوئے اسے اٹھایا اور شاہزین کو مخاطب کرتے بولا،

"اوقات تو تمہاری بھی خاک کے ذرے کے برابر ہے برخودار" شاہزین اسکی جانب دیکھنے لگا،

"جن آسائشوں پر تمہیں بہت ناز ہے، یہ سب فانی ہیں" وہ بولتا ہوا آگے آیا،

"بہت غرور ہے نہ تمہیں اپنے اس پیسے، اس گاڑی، ان سب چیزوں پر" نجانے کیوں مگر شاہزین اس کے سامنے کچھ بول نہ پایا،

"مگر یاد رکھو کہ عرش سے فرش پر گرنے میں زیادہ دیر نہیں لگتی" فواد بھی شاہزین کے یوں خاموش ہونے پر حیران تھا۔

"اپنا اصل، اپنی حقیقت تو تم جانتے نہیں ہو، ڈرو اس وقت سے جب ہر حقیقت تم پر آشکار ہو جائے گی اور تمہارا زوال شروع ہو جائے گا" یہ کہتے وہ وہاں رکا نہیں اور دوسرے فقیر کے ساتھ چلتا وہیں چلا گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔ فواد ساکت کھڑے شاہزین کے پاس آیا،

"شاہزین، شاہزین!" وہ شاہزین کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے ہوش دلانے لگا۔ شاہزین نے گردن موڑتے اسکی جانب دیکھا اور اسکا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتا گاڑی میں جا بیٹھا جبکہ فواد بھی سر جھٹکتا گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

---

www.novelsclubb.com

فیصلہ سنایا جا چکا تھا۔ عماد کو عمر قید بامشقت جبکہ باقی دونوں ملزمان کو 20 سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی تھی۔ وہ کمرہ عدالت سے نکلتے سب سے پہلے وردہ کے والدین سے ملی تھی۔ ان کے چہرے پر موجود خوشی دیدنی تھی، آج ان کی بیٹی کی روح کو سکون ملا تھا۔ ان سے ڈھیروں دعائیں لیتے اس کی ملاقات راحمہ سے ہوئی

تھی، جس نے آج عماد کے خلاف گواہی دیتے آبرو کے لیے آسانی پیدا کی تھی اور عماد کو اسکے انجام تک پہنچایا تھا۔ وہ آج بہت خوش تھی، حق اور سچ کی جیت ہوئی تھی مگر دل میں ایک ڈر موجود تھا۔ جس کی وجہ سے وہ انجان تھی۔ وہ راحمہ سے ملتے ابھی ادھر ہی کھڑی تھی کہ اس کی نظر سامنے کھڑے اشعر پر پڑی، عین اسی لمحے اشعر نے بھی اسکی جانب دیکھا اور قدم اٹھاتا اس کے پاس آیا، اس کا اپنی جانب بڑھتا ہر قدم آبرو کے چہرے پر موجود سنجیدگی میں اضافہ کر رہا تھا۔

"بہت، بہت مبارک ہو وکیل صاحبہ، آپ کیس جیت گئیں بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ ۔۔۔" اس نے ڈرامائی وقفہ دیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ اپنی ضد جیت گئیں" وہ استہزایہ ہنسا، آبرو کے چہرے پر سنجیدگی اب بھی برقرار تھی۔

"اور ثابت کر دیا کہ آپ کو اپنی ضد سے زیادہ کچھ عزیز نہیں!" وہ ضد کے لفظ پر زور دیتا بولا، آبرو نے اسکی آنکھوں میں دیکھا، یہ آنکھیں اب اسکے لیے اجنبی ہو گئی تھیں۔

"مگر بے فکر رہیے، میں بھی اپنی ضد کا بہت پکا ہوں، اپنی زبان پر قائم رہوں گا، جو کہا تھا وہ کر کے دکھاؤں گا" آبرو کے دل کو ایک دم کچھ ہوا، اسے معلوم تھا کہ وہ کس بارے میں بات کر رہا ہے۔ اپنی بات کہتے وہ پلٹا کہ آبرو کے الفاظ اسکی سماعت سے ٹکرائے،

"ابھی بھی وقت ہے، رک جائیں اشعر کیونکہ جب آپکی آنکھوں سے یہ پٹی ہٹے گی تو آپ بہت پچھتائیں گے مگر تب تک بہت دیر ہو جائے گی" ان دونوں کو معلوم نہ تھا کہ ان کے درمیان ہونے والی یہ ملاقات وہ کبھی بھی بھول نہیں پائیں گے۔

"وکیل صاحبہ پچھتانے کا وقت اب آپ کا شروع ہونے والا ہے اور دیر۔۔۔۔ وہ تو بہت پہلے ہی ہو چکی ہے" اس نے بغیر پلٹے جواب دیا اور قدم اٹھاتا اس سے دور

www.novelsclubb.com

جانے لگا جبکہ آبرو کی نظریں اسے تب تک دیکھتی رہیں جب تک وہ اسکی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا، وہ واقعی اس سے بہت دور جا چکا تھا!

وہ کچھ دیر پہلے ہی کورٹ سے واپس آئی تھی۔اپنے کمرے میں آتے اس نے بیگ اور فائلز سائیڈ ٹیبل پر رکھے اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔دماغ میں آج اشعر سے ہوئی باتیں گونج رہی تھیں۔کیس جیتنے کے بعد دل مطمئن مگر ذہن پریشان تھا۔اسی لمحے رتبہ کمرے میں داخل ہوئی،

"تمہارے لیے کھانا لاؤں؟" آبرو نے سامنے کھڑی رتبہ کی جانب دیکھا،اس واقعے کے بعد اس نے رتبہ میں بہت مثبت تبدیلی محسوس کی تھی۔اس کے رویے میں بدلاؤ آیا تھا، مثبت بدلاؤ!

"نہیں ابھی نہیں، پہلے میں فریش ہونا چاہتی ہوں، فریش ہو کر کھانا کھاؤں گی" اسکی۔بات پر رتبہ اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے چلی گئی۔آبرو کا دماغ ایک بار

پھر اسے اشعر کی کہی گئی باتیں یاد دلانے لگا،اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔وہ قدم اٹھاتی واش روم میں داخل ہوئی اور تقریبا20منٹ بعد باہر آئی۔چہرے پر پانی کی ننھی ننھی بوندیں موجود تھیں،گیلے بال ٹاول میں لپیٹ رکھے تھے۔اس نے باہر آتے ٹاول کو بالوں سے علیحدہ کیااور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔سامنے پڑا برش اٹھاتے بالوں میں پھیرنے لگی کہ سماعت سے بیل کی آواز ٹکرائی۔نجانے کیوں دل ایک دم پریشان ہوا کچھ لمحے بعد رتبہ کمرے میں داخل ہوئی،

"آبرو باہر تمہارا کوریئر آیا ہے"آبرو نے اثبات میں سر ہلاتے،سر پر دوپٹہ اوڑھا اور قدم باہر کی جانب بڑھائے۔اس کے قدم بھاری ہو رہے تھے کیونکہ دماغ کچھ غلط ہونے کا عندیہ دے چکا تھا۔اس نے کوریئر والے سے وہ لفافہ لیتے،دستخط کیے اور گیٹ بند کرتی اندر آگئی۔اسے معلوم ہو چکا تھا کہ اس لفافے میں کیا ہے؟وہ

www.novelsclubb.com

لاؤنج میں پہنچی تو صالحہ بیگم بھی وہیں آ بیٹھیں۔آبرو نے دل پر پتھر رکھتے وہ لفافہ کھولا اور توقع کے مطابق اس میں طلاق کے کاغذات تھے۔

اشعر صدیقی نکاح کو چار سال دو ماہ مکمل ہونے پر آبرو صدیقی کو طلاق دے چکا تھا!

آبرو نے کرب سے آنکھیں بند کیں،دل کو کسی نے زور سے مٹھی میں دبایا کہ صالحہ بیگم نے اسے مخاطب کیا،

"آبرو بیٹا،کیا ہوا؟"آبرو کے بدلتے تاثرات دیکھتے صالحہ بیگم بولیں۔آبرو خاموش رہی کہ پاس کھڑی رتبہ نے وہ کاغذ نرمی سے آبرو کے ہاتھ سے لیا۔آبرو خاموش اور ویران نگاہیں لیے رتبہ کو دیکھنے لگی جس کی آنکھیں کاغذ پر درج تحاریر پڑھ کر ایک دم پھیلیں،

"کچھ بتاؤ تو سہی رتبہ، کیا لکھا ہے اس میں" صالحہ بیگم نے پریشان ہوتے اس کاغذ کی جانب اشارہ کیا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"امی۔۔وہ اشعر بھائی نے۔۔۔۔آبرو۔۔۔کو۔۔طلاق!"اسکی بات اُدھوری رہ گئی۔

"یااللہ؟"صالحہ بیگم نے دل پر ہاتھ رکھا،

"مگر یہ سب یوں اچانک!ایسا کیسے ہو سکتا ہے،اشعر اتنا بڑا قدم اتنی آسانی سے کیسے اٹھا سکتا ہے؟"صالحہ بیگم سمیت ان سب کے لیے یہ خبر کسی صدمے سے کم نہ تھی۔لاؤنج میں آبرو کی آواز گونجی،

"اِس خبر سے تو ہمیں بہت پہلے ہی خبر دار کر دیا گیا تھا امی"آبرو کا لہجہ،اس کی آواز،اس کے الفاظ ہر ایک سے اسکی کیفیات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔صالحہ بیگم فوراََاُٹھتی اس کے قریب آئیں،

"آبرو میری بچی،تم۔۔۔۔۔تم۔۔۔"وہ اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتی بولیں،

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں ٹھیک ہوں امی، آپ پریشان مت ہوں، میں خود کو بہت پہلے ہی اس خبر کے لیے تیار کر چکی تھی" اس نے نرمی سے ان سے دور ہوتے، طلاق کے کاغذات اٹھائے اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ کمرے میں پہنچتے وہ الماری کی جانب بڑھی اور ایک فائل نکالتے بیڈ پر آ بیٹھی اور طلاق کے کاغذات اپنے سامنے کیے۔ ایک آنسو آنکھ سے بہتا اس کاغذ پر جا گرا۔ آبرو نے سختی سے اپنی آنکھیں مسلیں اور وہ کاغذ اس فائل میں موجود اپنے اور اشعر کے نکاح نامے کے ساتھ رکھ دیا۔ آج ایک باب کا اختتام ہوا تھا جس سے آبرو کا دل زخمی ہوا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

وہ سیڑھیاں چڑھتا، بوجھل قدم اٹھاتے، اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ آج وہ رشتہ ختم ہو گیا تھا جو اس کی زندگی میں ایک مقام رکھتا تھا۔ اس نے کمرے میں داخل ہوتے لائٹ آن کی، کمرہ روشنی میں نہا گیا مگر اسے اپنی زندگی آج اندھیروں میں

گھری محسوس ہو رہی تھی۔ وہ دروازہ بند کرتے پلٹا اور بیڈ تک پہنچتے، شوز اتارے بغیر بیڈ پر لیٹ گیا اور چھت پر لگے پنکھے کے پروں کو دیکھتے کچھ سوچنے لگا۔

آج عماد کیس ہار گیا تھا۔ اسے بھاری سزا سنائی گئی تھی، جس ہر اشعر بہت دکھی تھا مگر زیادہ دکھ آج ہوئے دوسرے حادثے کا تھا۔ اس نے آج آبرو سے اپنا رشتہ ختم کرتے طلاق کے کاغذات اس کے گھر بھجوا دیے تھے۔ پہلی پیشی کے بعد صائمہ تائی نے اس سے وعدہ لیا تھا کہ اگر آبرو یہ کیس جیت گئی تو وہ اسے طلاق دے دے گا اور آج وہ دل پر ایک بوجھ لیے آبرو سے اپنا 4 سالہ رشتہ ختم کر آیا تھا۔ اسے آبرو پر شدید غصہ تھا، اس کے اتنے اصرار کے باوجود بھی آبرو نے اس کی بات نہیں مانی تھی۔ کیا وہ اس کے لیے اتنی وقعت بھی نہیں رکھتا تھا کہ وہ اسکی خاطر یہ کیس چھوڑ دیتی۔ وہ اس سے خفا ضرور تھا مگر وہ دل سے یہ رشتہ ختم کرنے کا قائل نہ تھا۔ پر اسے اپنی ماں سے کیا گیا اپنا وعدہ پورا کرنا تھا۔ وہ آبرو کو اس سب کا ذمہ دار مانتا تھا مگر دماغ اب بھی اس بات پر قائل نہ تھا کہ اس سارے معاملے میں قصوروار

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

صرف وہ تھی۔دماغ نے فوراایک دلیل پیش کی کہ عماد سے ہوئے اس قتل میں تو آبرو کا کوئی قصور نہ تھا! مگر دل نے فوراًاسے صائمہ تائی کی باتیں یاد دلائیں کہ اگر آبرو عماد کے خلاف یہ کیس نہ لیتی تو عماد وہ قتل کبھی نہ کرتا!

وہ دل اور دماغ کی اس جنگ سے اب تنگ آچکا تھا۔وہ سکون چاہتا تھا مگر زندگی میں اب بے سکونی کے سوا کچھ باقی نہ رہا تھا۔

رات کے اس پہر لاہور کی سڑکوں پر رش نہ ہونے کے برابر تھا،سب لوگ اپنی اپنی رہائش گاہوں میں موجود تھے۔اسی پہر خالی سڑک پر ایک تیز رفتار گاڑی نے سگنل عبور کیا،اس گاڑی میں شاہزین لاشاری موجود تھا۔وہ نجانے کب سے یوں سڑکوں پر ادھر سے ادھر گھوم رہا تھا،اس کا دماغ اب تک اس فقیر کے الفاظ،اس کے جملوں میں اٹکا تھا۔وہ خود حیران تھا کہ وہ کیوں ان الفاظ کو اپنے دماغ سے نہیں نکال پا رہا!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

شراب کا نشہ اس کے سر پر چڑھنے لگا تھا، اس نے گاڑی کا رخ لاشاری ولا کی جانب موڑ دیا۔ گیٹ پر پہنچتے وہ اپنی سوچوں سے جھنجھلاتے ہارن پر ہارن دینے لگا، گل شیر اپنی نیند سے بوجھل آنکھیں لیے گیٹ کھولنے لگا، گیٹ کھلتے ہی گاڑی تیزی سے اندر داخل ہوئی، گاڑی سے اترتے وہ اندر داخل ہوا مگر چال کی لڑکھڑاہٹ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی ایک دم غائب ہوئی کیونکہ لاؤنج میں اس کی منتظر صرف خاموشی تھی!

دماغ میں ایک دم کچھ دن پہلے کا منظر لہرایا، جب شہریار کی دیر سے گھر واپسی پر فائقہ بیگم اس کے لیے بے حد پریشان تھیں۔ اس کی نظر بے اختیار سامنے دیوار پر نصب گھڑی کی جانب گئی، اس دن رات کے بارہ بجے تھے جبکہ آج رات کے تین بجے بھی وہ اکیلا تھا۔ اس کی منتظر نہ تو اس کی ماں تھی نہ اس کا باپ! کیا وہ واقعی اس گھر کا بڑا بیٹا تھا! وہ ان کی پہلی اولاد تھا، اس نے فوراً اپنی سوچوں کو جھٹکنا چاہا کہ یہ سب تو پہلے بھی اسی معمول سے ہوا کرتا تھا مگر پھر اسے فائقہ بیگم کے رویے سے

www.novelsclubb.com

جھلکتا تضاد یاد آنے لگا۔وہ شروع سے ہی یہ تضاد کرتی آئی تھیں مگر شاہزین لاشاری آج یہ سب محسوس کر پا رہا تھا جس کی سب سے بڑی وجہ تنہائی تھی۔آج نشے کے باوجود بھی اسکا دماغ کام کر پا رہا تھا،ہر بات،ہر چیز اسے سمجھ آ رہی تھی مگر الجھن اب بھی وہیں موجود تھی کہ آخر اس کے پیچھے چھپی وجہ کیا ہے؟

گھر میں ایک سوگوار فضا قائم تھی،ہر کوئی بہت پریشان اور افسردہ نظر آ رہا تھا۔ان سب کو اس بات کا تو اندازہ تھا کہ یہ کیس جیتنے کے بعد جلال تایا کی جانب سے کوئی سخت ردعمل آئے گا مگر یہ امید نہ تھی کہ بات ختم ہی کر دی جائے گی۔آبرو کے تاثرات دیکھتے ہر کوئی اس کی دلی کیفیات سمجھنے سے قاصر تھا۔اسے رات کا کھانا بھی کمرے میں ہی بھجوا دیا گیا تھا،جس پر اس نے بھوک نہ ہونے کا بہانہ کرتے کھانا واپس بھجوا دیا تھا۔وہ شام سے کمرے میں بند تھی۔صالحہ بیگم کے پاس اسے تسلی دینے کے لیے الفاظ بھی نہ تھے!یوں ہی وقت بیت گیا اور رات ہو گئی۔آسمان پر ہر

www.novelsclubb.com

سو چھائی تاریکی میں روشنی کی واحد امید آسمان پر چمکتا چاند تھا۔جو آبرو کے کمرے کی کھڑکی سے جھانکتا اندر کا منظر بیان کر رہا تھا۔وہ آج پھر بیڈ سے ٹیک لگائے، گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔دل افسردہ تھا مگر آنکھوں میں آنسو نہ تھے۔اس کا دل زخمی تھا،اسے اس شخص نے طلاق دی تھی جو اس سے محبت کا دعویدار تھا۔اسے کیس کے آغاز میں اشعر سے اس انتہائی قدم کی امید نہ تھی مگر اس دن صائمہ تائی کے الفاظ کے بعد وہ غیر ارادہ طور پر خود کو تیار کر چکی تھی۔اس نے اپنی بے تاثر آنکھوں سے چاند کو دیکھا،اس چاند کی مانند اس پر بھی ایک داغ لگ چکا تھا،طلاق کا داغ!

ہمارے معاشرے میں طلاق صرف عورت کو ہوتی ہے۔رشتہ صرف عورت کا ٹوٹتا ہے۔ہمارے معاشرے میں قائم دستور کے مطابق ایک مرد کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا!ایک مرد عورت میں طلاق ہونے کے بعد اس مرد کے بارے میں کہے جانے والے الفاظ کچھ یوں ہوتے ہیں کہ اس عورت کے ساتھ اس کی ذہنی ہم آہنگی نہ ہو سکی اس لیے اسے چھوڑ دیا جبکہ اس عورت کے لیے کچھ یوں کہا جاتا ہے

www.novelsclubb.com

کہ وہ گھر بسانے میں ناکام ٹھہری اور اس کے کسی عیب کی وجہ سے اس مرد نے اسے چھوڑ دیا۔ رشتے میں ناکامی کا ذمہ دار ہمیشہ عورت کو ہی ٹھہرایا جاتا ہے!

آبرو ایک مضبوط لڑکی تھی مگر آخر وہ بھی ایک انسان تھی، جس کے سینے میں دھڑکتا دل اسے کمزور کر دیتا تھا۔ اسے اشعر سے محبت تو نہ تھی مگر اس پر مان تھا، جو آج ٹوٹ گیا تھا مگر وہ اس سب کے بعد بھی اشعر کو برا نہیں سمجھتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس سب کے پیچھے اصل ہاتھ کس کا ہے! اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں، ان دونوں بھائیوں میں سے ایک نے داغ اس کے کردار پر لگایا تھا اور ایک نے روح پر!

www.novelsclubb.com

وہ یونہی بیٹھی تھی کہ اس کی سماعت سے مؤذن کی آواز ٹکرائی، فجر کی آذانیں شروع ہو گئی تھیں۔ دل نے بے اختیار شکوہ کیا کہ آخر یہ آزمائشیں کب تک چلتی رہیں گی؟ وہ اب تھکنے لگی تھی، خود سے! اپنی زندگی سے! اس نے اپنی جگہ سے اٹھتے نماز ادا کی اور صالحہ بیگم کے کمرے کی جانب چل پڑی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھی اس وقت جاگ رہی ہوں گی۔وہ کمرے میں داخل ہوئی کہ سامنے صالحہ بیگم بیڈ پر آنکھیں موندیں نیم دراز تھیں۔آہٹ کی آواز پر انہوں نے آنکھیں کھولیں کہ نظر آبرو پر پڑی، صالحہ بیگم نے اپنے بازو پھیلاتے اسے اپنے پاس بلایا، آبرو کی آنکھیں بھیگنے لگیں اور وہ تیزی سے جا کر ان کے گلے لگ گئی۔کچھ لمحے یونہی وہ دونوں بے آواز روتیں ایک دوسرے کا لمس محسوس کرتی رہیں۔صالحہ بیگم نے اس سے الگ ہوتے اس کے آنسو صاف کیے،

"مجھے معاف کر دو بیٹا میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکی" ان کی آواز رندھ چکی تھی۔آبرو نے فوراً اپنی ماں کی آنکھوں میں دیکھتے کہا،

"اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے امی۔۔۔میرے نصیب میں یہی لکھا تھا" وہ رکی، صالحہ بیگم کے آنسو صاف کیے،

"یہ داغ میرے مقدر سے منسلک تھا اور میری ذات پر لگ گیا" صالحہ بیگم فوراً اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیے بولیں،

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ایسی باتیں مت کرو آبرو۔۔۔۔دیکھنا ایک دن تمہیں اس جہان کی ہر خوشی مل جائے گی، تمہارا نصیب بہت روشن ہو گا میری بچی" ان کی بات پر آبرو دوبارہ بولی،

"میں اب تھکنے لگی ہوں امی، اب مجھ سے یہ سب برداشت نہیں ہوتا" سامنے بیٹھی عورت اسکی ماں تھی، اور دلوں کے حال تو ماؤوں کے سامنے ہی عیاں کیے جاتے ہیں نہ!

"مایوس مت ہو آبرو، تم دیکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا۔یہ وقتی آزمائشیں، یہ مشکل مراحل سب گزر جائے گا" وہ دوبارہ اسے گلے لگاتے بولیں جبکہ ان کے الفاظ آبرو کو سکون پہنچا رہے تھے۔ماں کے آغوش سے زیادہ سکون بھلا انسان کو اور کہاں مل سکتا ہے!

دن کا آغاز ہو چکا تھا۔آج کا دن بہت روشن تھا۔سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔وہ بالوں کو پشت پر پھیلائے اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ہاتھ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں موجود ہیئر برش کو وہ سستی سے بالوں میں پھیر رہی تھی۔ چہرہ بہت سنجیدہ تھا۔ ذہن اب بھی انہیں سوچوں میں اٹکا تھا کہ کمرے میں رتبہ داخل ہوئی۔ آبرو نے اسکی جانب دیکھا، دونوں کی نظریں ملیں۔ رتبہ نے آبرو کی سیاہ آنکھوں کو دیکھا جو بے تاثر اور ویران نظر آ رہی تھیں، اسے اپنی بہن کی یہ حالت دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی تھی۔ وہ قدم اٹھاتی اسکے قریب آئی،

"میں بال بنا دوں؟" اشارہ آبرو کے بالوں کی جانب تھا، آبرو نے خاموشی سے ہیئر برش اسے پکڑا دیا۔ وہ آبرو کے پیچھے بیٹھتے اس کے بالوں میں برش پھیرنے لگی۔ آبرو کے بال سیاہ تھے، زیادہ لمبے نہ تھے مگر گھنے اور مضبوط تھے۔ وہ یونہی اسکے بالوں میں برش پھیر رہی تھی کہ اصباح ہاتھوں میں ٹرے تھامے کمرے میں داخل ہوئی اور ٹرے آبرو کے سامنے رکھی،

"آبرو ناشتہ کر لو" اصباح کی بات پر آبرو فوراً بولی،

"مجھے بھوک نہیں ہے"

"تھوڑا سا کھالو" اصباح نے اصرار کیا، رتبہ آبرو کے بالوں کی چٹیا بنا رہی تھی۔

"میرا کچھ بھی کھانے کا دل نہیں ہے" آبرو دھیمی آواز میں بولی،

"تم نے کل دوپہر سے کچھ نہیں کھایا آبرو، اس طرح تو تم بیمار پڑ جاؤ گی" اس بار بولنے والی رتبہ تھی۔ آبرو خاموش رہی۔

"تم خود کو یوں اذیت مت دو آبرو" اصباح کی بات پر آبرو نے نظریں اٹھاتے اسکی جانب دیکھا،

"جو ہوا وہ بہت برا تھا مگر کیا خود کو یوں تکلیف دینے سے کوئی فائدہ ہوگا؟" اصباح کی بات مکمل ہوتے ہی رتبہ بولنے لگی، جواب آبرو کے سامنے آکر بیٹھ گئی تھی۔

"تم ہی تو ہمیں سمجھاتی ہو کہ وقت کے ساتھ آگے بڑھنے میں ہی عقلمندی ہے، یوں ایک رشتہ ٹوٹ جانے سے زندگی ختم نہیں ہو جاتی" رتبہ کی بات پر بھی آبرو خاموشی سے اسے دیکھتی رہی،

"اشعر بھائی کے اس عمل نے ہم پر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ تم ان کے لیے کتنی اہم تھی" آبرو نے آنکھیں بند کیں کہ رتبہ کا لمس اپنے ہاتھوں پر محسوس کرتے اس نے آنکھیں کھولیں،

"مگر یاد رکھو آبرو کہ تم ہمارے لیے اہم ہو، بہت اہم!" رتبہ کے خاموش ہوتے اصباح بولنے لگی،

"ہماری زندگی کی ہر آسانی کے پیچھے تمہارا ہی وجود ہے، تمہارے بغیر ہمارے زندگیاں اندھیر ہو جائیں گی" آبرو کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی،

"ہم کسی قیمت پر تمہیں کھونا نہیں چاہتے، ہم نہیں چاہتے کہ تم خود کو یوں پریشان کرو" رتبہ اسکے ہاتھوں پر زور دیتی بولی،

"تم نے ایک مظلوم کو انصاف دلانے کے لیے اپنے رشتے کی قربانی دی ہے، تم دیکھنا ایک دن تم اس کا صلہ ضرور پاؤ گی" رتبہ مسکراتے ہوئے بولی کہ اصباح بولنے لگی،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہارے نصیب میں بھی ایک ایسا شخص ہوگا، جو تمہاری حفاظت کرے گا، تمہارا ساتھ دے گا، تم سے محبت کرے گا، جس کے لیے تمہارا وجود بہت قیمتی ہوگا" آبرو کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اس نے آگے بڑھتے ان دونوں کو گلے لگایا اور کچھ دیر بعد وہ الگ ہوئیں کہ رتبہ بولی،

"تم ہماری طاقت ہو آبرو، اگر تم ہی کمزور پڑ جاؤ گی تو ہمارا کیا ہوگا" رتبہ کی بات پر آبرو اپنے آنسو صاف کرتی بولی،

"جس کی تم لوگوں جیسی بہنیں ہوں، وہ بھلا کمزور کیسے پڑ سکتا ہے" اس کے چہرے پر آسودہ مسکراہٹ تھی۔ اسکی بات پر اصباح اور رتبہ بھی مسکراتے ہوئے دوبارہ اس کے گلے لگ گئی۔

"یقین مانو صالحہ، مجھے تو اب بھی یقین نہیں آرہا کہ اشعر ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ اتنا بڑا فیصلہ یوں اچانک "رابعہ بیگم آبرو کی طلاق کی خبر سنتے فوراً صالحہ بیگم کے پاس آئی تھیں۔ آفاق پچھلے ہفتے ہی ایک کورس کے سلسلے میں دوسرے شہر گیا تھا۔

"اچانک نہیں تھا رابعہ! صائمہ بھابھی اس دن آبرو کو دھمکی دے کر گئی تھیں کہ اگر وہ اس کیس سے پیچھے نہ ہٹی تو وہ اسے طلاق۔۔۔" صالحہ بیگم کی آواز رندھ گئی تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے صالحہ مگر بھابھی تو اکثر ایسے ہی کہتی ہیں مگر اشعر اور جلال بھائی تو سمجھدار ہیں نہ! انہیں تو سوچنا چاہیے تھا" رابعہ بیگم نے اپنی بات مکمل کی۔

"کسی نے میری بچی کے بارے میں کچھ نہیں سوچا رابعہ! اشعر سے نکاح بھی انکا فیصلہ تھا اور اب طلاق بھی" صالحہ بیگم نے اپنے آنسو صاف کیے۔

"پریشان مت ہو صالحہ، یوں رو رو کر خود کو ہلکان مت کرو، ہماری آبرو تو لاکھوں میں ایک ہے، تم دیکھنا اللہ اس کا بہترین وسیلہ بنائے گا" رابعہ بیگم انہیں تسلی دینے لگیں۔

"تمہیں پتا ہے رابعہ کہ اس دن بھابھی اس دن آبرو کے منہ پر کہہ کر گئی تھیں کہ وہ اس طلاق کے بعد کہیں بھی گھر بسا نہیں پائے گی" وہ رو رہی تھیں۔

"میری بچی کسی سے کچھ کہتی نہیں مگر اس سب سے اسے بھی بہت تکلیف ہوتی ہے، حیات کے جانے کے بعد اس نے سب مسائل کا اکیلے سامنا کیا ہے، وہ ہر بار اندر سے ٹوٹ جاتی ہے مگر کبھی ہمت نہیں ہارتی، ہر بار ہم سب کو سنبھالتی ہے، خود کو مضبوط بنائے ہماری ساتھ کھڑی رہتی ہے مگر آخر وہ بھی ایک انسان ہے، اس کا دل بھی ان تکالیف پر روتا ہے مگر وہ ہر بار برداشت کر جاتی ہے" صالحہ بیگم کے الفاظ انکی کیفیات بخوبی بیان کر رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"فکر مت کرو صالحہ،اللہ سے بہتری کی امید رکھو،میں جلال بھائی سے بات کروں گی،ان سے پوچھوں گی کہ آخر۔۔۔۔"

"رہنے دو رابعہ اب ان سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں،وقت اب گزر چکا ہے۔یہ آخری اذیت تھی جو میری بچی نے اس گھر کی طرف سے اٹھائی ہے،اب میں مزید اس تک کوئی پریشانی نہیں آنے دوں گی" صالحہ بیگم کے لہجے کی سختی رابعہ بیگم بھی محسوس کر پا رہی تھیں۔

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچا تھا اور گھر آتے ہی اس کا استقبال ایک ایسی خبر نے کیا تھا جو اسکا سکون چھین چکی تھی۔وہ صوفے پر بیٹھا اس وقت شدید اضطراب کا شکار تھا۔کانوں میں سبرینہ کے کچھ دیر پہلے کہے گئے الفاظ گونج رہے تھے،

"بیٹا صالحہ کی طبیعت بہت خراب ہے" وہ تیزی میں انکے گھر جانے کی تیاری کر رہی تھیں۔تاشفین کے وجہ پوچھنے پر سبرینہ کے الفاظ تاشفین کے ذہن میں نقش ہو گئے تھے۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔آبرو کو طلاق ہو گئی ہے تاشفین" تاشفین کو اس وقت حیرت کا ایک جھٹکا لگا تھا۔سبرینہ کو زیادہ تفصیل تو معلوم نہ تھی مگر وہ یہ جانتی تھی کہ یہ قیامت ان پر ٹوٹے دو دن بیت چکے تھے۔وہ جس حلیے میں ہسپتال سے آیا تھا، ویسے ہی صوفے پر بیٹھا تھا۔اس نے پاؤں میں پہنے شوز بھی نہیں اتارے تھے۔تاشفین کو اس خبر نے بہت اذیت دی تھی۔وہ ایسا تو ہر گز نہیں چاہتا تھا، اس نے اپنے دل میں کبھی ایسا خیال آنے ہی نہ دیا تھا بلکہ وہ تو اب اپنے نصیب پر راضی تھا۔اس نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرتے گہری سانس لی کہ بے اختیار اسے کچھ دن پہلے آبرو سے ہوئی اپنی ملاقات یاد آئی، جب وہ رتبہ کی صحتیابی کو لے کر کتنی خوش اور پرسکون تھی۔اس خبر نے اسے کتنی تکلیف دی ہو گی۔یہ غلط ہوا تھا، بہت غلط! وہ ہر

گزاس کی حقدار نہ تھی۔اچانک آنکھوں کے سامنے اسکا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ لہرایا،جب وہ رتبہ کے لیے پریشان تھی۔ نجانے کیوں یہ مصیبتیں اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں۔وہ جب بھی مضبوط ہونے کی کوشش کرتی تو کوئی اور مصیبت اس کی کمر توڑ دیتی تھی،تاشفین خود کو بہت بے بس محسوس کر رہا تھا۔وہ چاہ کر بھی اس کی زندگی سے ان مشکلوں کو دور نہیں کر پا رہا تھا۔اس نے آبرو سے محبت کی تھی مگر اس کے نکاح کے بارے میں جاننے کے بعد کبھی بھی اسکے حصول کی خواہش کو اپنے دل میں نہ لایا تھا مگر پھر بھی وہ آج خود کو اس کا مجرم سمجھ رہا تھا کہ کہیں اس کے دل سے نکلی کوئی دعا اس صورت قبول نہ ہو گئی ہو جبکہ طلاق کے پیچھے

www.novelsclubb.com

موجود اصل وجہ سے وہ انجان تھا۔

صدیقی ہاؤس پر بھی دوپہر اتر چکی تھی۔سورج کی روشنی ہر شے کو روشن کر رہی تھی۔جلال تایا اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھے شدید پریشان تھے۔عماد کے خلاف

ہوئے اس فیصلے سے ان کے کاروباری زندگی بھی بہت متاثر ہوئی تھی۔ وہ اور اشعر پچھلے دو دنوں سے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے مگر اپنی ہر کوشش میں ناکام ٹھہرے۔ وہ یونہی ان سوچوں میں گم تھے کہ صائمہ تائی غصے سے کمرے میں داخل ہوئیں، جلال تایا بھی ان کی جانب متوجہ ہوئے،

"آپ نے وکیل سے بات کی جلال؟" جلال تایا خاموش رہے۔

"جلال میں آپ سے بات کر رہی ہوں! آپ نے وکیل سے بات کی؟" ان کی آواز بہت بلند تھی۔

"چلاؤ مت صائمہ" ان کی آواز بوجھل مگر اونچی تھی۔

"میں کیوں نہ چلاؤں جلال! میرا بچہ پچھلے دو دن سے جیل میں ہے مگر آپ کو اس کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے" وہ غصے سے بولیں، آواز میں اپنی اولاد کی فکر پنہاں تھی۔

"نجانے وہ وہاں کیسے رہ رہا ہوگا، آپ۔۔۔"

"میں کوشش کر رہا ہوں صائمہ، کچھ دن تک کوئی نہ کوئی مثبت خبر ضرور سننے کو ملے گی" جلال تایا انکی بات کاٹتے بولے کہ صائمہ تائی انکی بات پر طیش میں آ گئیں،

"یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے جلال، سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے" وہ ہزیانی انداز میں اپنی بات دہرا رہی تھیں۔ عین اسی وقت اشعر لاؤنج میں داخل ہوا، وہ ابھی ابھی آفس سے آیا تھا کہ اس کی سماعت سے ان دونوں کے لڑنے کی آوازیں ٹکرائیں، وہ نفی میں سر ہلاتا ان کے کمرے کی جانب چل پڑا،

"کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا؟" جلال تایا بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے، اشعر جو کمرے میں داخل ہونے والا تھا اس کے قدم صائمہ تائی کے الفاظ پر کمرے کے باہر ہی رک گئے۔

یہ سب آپ کی لالچ کا نتیجہ ہے جلال، آپ کی لالچ نے ہی میرے بیٹے کو جیل "تک پہنچایا ہے!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا بکواس کر رہی ہو تم صائمہ؟" جلال تایا کے چہرے پر غصے کے واضح تاثرات تھے۔

"میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں جلال، آپ ہی نے اس ناگن کو ہمارے سروں پر مسلط کیا تھا! صرف کچھ پیسوں کی خاطر اس کی شادی میرے اشعر سے کروادی اور آج وہ ناگن ہمارے گھر کی ساری خوشیوں کو نگل گئی ہے" اشعر کو معلوم تھا کہ وہ آبرو کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔

"اب تو دے دی نہ طلاق اسے اشعر نے! اب کیا چاہتی ہو؟"

"مجھے میرا بچہ واپس چاہیے جلال، کاش کہ اس دن وہ گھر واپس ہی نہ آتی اور آپ اپنی لالچ میں اسے ہمارے سروں پر مسلط نہ کرپاتے!" جلال تایا فوراً غصے سے چلائے،

"مت بھولو صائمہ کہ اس کی اغوا کے پیچھے بھی تمہارے بیٹے کا ہی ہاتھ تھا" اشعر کو کمرے کی چھت اپنے سر پر گرتی محسوس ہوئی،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اسی نے آبرو کو اغوا کرواتے اس کے کردار کو داغدار کرنے کی کوشش کی تھی" اشعر کو آبرو کی ہر ایک بات یاد آرہی تھی، اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی،

"مگر جلال مجھے بھی سب معلوم ہے کہ آپ کو اپنے مرے ہوئے بھائی سے ہمدردی کا بخار کیوں چڑھا رہتا ہے، مجھ سے تو جھوٹ مت بولیے، میں اچھی طرح جانتی ہوں میں کہ آپ کی نظر ہمیشہ سے ان کے پیسوں پر تھی، انہیں اپنے گھر لانا، آبرو کی اشعر سے شادی کروانا، آبرو کو تعلیم کی اجازت دینا، اس سب کے پیچھے کیا وجہ تھی میں بخوبی جانتی ہوں" اشعر کو ہر انکشاف پچھلے انکشاف سے بھاری محسوس ہوتا!

"تبھی تو آپ اب تک میرے بچے کو جیل سے رہا نہیں کروا رہے، آپ کی اسے لالچ کا خمیازہ میرا بیٹا بھگت رہا ہے" صائمہ تائی چلائیں،

www.novelsclubb.com

"اپنی بکواس بند کرو صائمہ، تمہارا بیٹا آج اگر جیل میں ہے تو صرف اپنی ہوس کی وجہ سے" صائمہ تائی اور اشعر چونکے،

اس پر لگایا گیا ہر الزام بالکل سچ ہے، تمہارے بیٹے نے واقعی اس لڑکی کے "ساتھ۔۔۔۔"

"جلال یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے!" صائمہ تائی ان کی بات کاٹتی بولیں،

"ایسا ہی ہے صائمہ! تمہارے بیٹے نے اپنی ہوس میں ہر حد پار کر دی ہے، اور تم۔۔۔" اشعر کو اپنے قدموں پر کھڑا ہونا دشوار لگنے لگا،

"میرا بیٹا ایسا نہیں کر سکتا، وہ ایسا نہیں کر سکتا، آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے" وہ رکیں،

www.novelsclubb.com

"کہیں آپ بھی اس ناگن کی باتوں میں تو نہیں آ گئے!" اشعر نے افسوس بھری نظروں سے اپنی ماں کی جانب دیکھا، کوئی کسی سے اتنی نفرت کیسے کر سکتا ہے!

"بس کر دو صائمہ! میں نے کسی کی باتوں پر یقین نہیں کیا، یہ سب مجھے بہت پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا" باہر کھڑا اشعر ریت کا وہ مجسمہ بن چکا تھا جسے ڈھیر کرنے کے لیے ہوا کا ایک جھونکا ہی کافی تھا!

"مگر پھر بھی جلال! آپ کچھ کریں، میرا بیٹا مجھے واپس چاہیے!" وہ عورت ہوتے ہوئے بھی سفاکیت کی آخری حدوں پر تھیں۔ اشعر کا ضبط جواب دے گیا، وہ کمرے میں داخل ہوا کہ جلال تایا کی نظر اس پر پڑی، انکا چہرہ ساکن ہوا، صائمہ تائی کی پشت اشعر کی جانب تھی۔

"اشعر بیٹا تم۔۔۔" جلال تایا کے ہونٹوں سے اس کا نام ادا ہوا، صائمہ تائی بھی فوراً پلٹیں، اشعر کے تاثرات انہیں یہ سمجھانے کے لیے کافی تھے کہ وہ سب سن چکا تھا۔

"اشعر بیٹا تم کب آئے؟" جلال تایا نے ماحول میں چھائی جان لیوا خاموشی کو توڑا، ان کے الفاظ مشکل سے ادا ہوئے، صائمہ تائی بھی فق چہرہ لیے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"ابو" اشعر کی آواز میں درد تھا۔

"صرف ایک بار کہہ دیں کہ جو کچھ آپ نے کہا وہ سب جھوٹ تھا" اسکی آواز اور الفاظ شکستہ تھے۔ جلال تایا کو اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ سب سن چکا تھا اور اب بہت دیر ہو چکی تھی! وہ خاموش رہے۔

"کچھ تو بولیں ابو، صرف ایک بار کہہ دیں کہ جو کچھ میں نے سنا وہ سب جھوٹ تھا" وہ چلایا، صائمہ تائی نے قدم اسکی جانب بڑھائے کہ اشعر نے ہاتھ اٹھاتے انہیں روکا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہیں رک جائیں امی!" وہ سختی سے بولا، صائمہ تائی کہ قدم وہیں رک گئے۔

"آپ کی اس خاموشی میں کا کیا مطلب سمجھوں ابو۔۔۔" وہ رکا، جلال تایا کی آنکھوں میں دیکھا،

"کہ میرا باپ جسے میں اپنا سب سے بڑا خیر خواہ، اپنا ہمدرد مانتا تھا وہ۔۔۔" اس کے الفاظ ٹوٹ گئے۔

"آپ کو یہ سب کرتے ہوئے ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا ابو کہ یہ سب جاننے کے بعد میرا کیا ہو گا" اس کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں جبکہ سامنے کھڑے جلال تایا اور صائمہ تائی کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا۔

"میں آپ کے لیے محض ایک کھلونا تھا، جب چاہا اس کے جذبات سے کھیلتے اسے خوش کر دیا اور جب چاہا اسکے جزبات کو مسل کر اسے توڑ دیا" ایک آنسو اسکے رخسار پر بہہ گیا۔ اس کا دل بہت بری طرح ٹوٹا تھا۔ اس نے صائمہ تائی کی جانب دیکھا،

"امی تو شروع سے اس کے خلاف تھیں مگر آپ ابو۔۔۔۔۔آپ نے ایک مہرے کی طرح میرا استعمال کیا، مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی" وہ رکا، گہری سانس لی اور پھر بولنے لگا،

"کیا ماں باپ ایسے ہوتے ہیں؟ کہ اولاد میں سے کسی ایک کو بچانے کے لیے دوسرے کو برباد کر دیتے ہیں" اس نے اپنوں سے چوٹ کھائی تھی، گہری چوٹ!

"سب سچ جاننے کے باوجود بھی آپ نے مجھے دھوکے میں رکھا ابو مگر" اس نے سختی سے اپنے بہتے آنسو صاف کیے،

"قصور آپ کا نہیں قصور تو میرا ہے! آبرو نے مجھے بہت بار سمجھانے کی کوشش کی مگر میں نے یقین نہیں کیا کیونکہ۔۔" وہ استہزایہ ہنسا،

"مجھے اندھا اعتماد تھا، اپنے ماں باپ پر مگر آپ نے کیا کیا؟ ثابت کر دیا کہ میں واقعی اندھا تھا" جلال تایا نے الفاظ جمع کرتے کچھ بولنے کی کوشش کی،

"بیٹا ایک بار میری بات تو سنو۔۔۔"

"نہیں ابواب بہت دیر ہو چکی ہے، میں سمجھ چکا ہوں کہ اب آپ کو میری ضرورت بس یہیں تک تھی" وہ انکی بات کاٹتا بولا،

"آپ میرا خوب استعمال کر چکے ہیں، اب میں مزید آپ کے ہاتھوں استعمال نہیں ہونا چاہتا" اس کے لہجے میں سختی تھی۔

"آج سے آپ یہ سمجھیں کہ آپ کا یہ بیٹا آپ کے لیے مر گیا" وہ اتنے سخت الفاظ ادا کرتے وہاں رکا نہیں جبکہ پیچھے کھڑے وہ دونوں اسے پکارتے بھی تو کس بنیاد پر!

"جلال اسے روکیں جلال آپ کچھ کرتے کیوں نہیں ہیں" اشعر کے جانے کے بعد وہ وہیں بیڈ پر بیٹھ گئے۔ آج پہلی بار وہ بے بس نظر آرہے تھے۔

"وہ اب نہیں رکے گا صائمہ" ان کی آواز شکستہ اور لہجہ بوجھل تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیوں نہیں رکے گا؟ کیا ہو گیا ہے آپ کو جلال ہم اسکے ماں باپ ہیں وہ ہمارے "کہنے پر۔۔۔۔۔"

"کیا واقعی صائمہ ؟" جلال تایا نے سختی سے انکی بات کاٹی،

"کیا تم نے واقعی کبھی اسکی ماں ہونے کا حق ادا کیا ہے" صائمہ تائی خاموش رہیں،

"اب جواب دو صائمہ، کیا تم نے کبھی اس کی خوشی کے بارے میں سوچ ہے؟" انکی آواز اونچی ہوئی،

"مگر جلال۔۔۔۔"

"بس کر دو صائمہ، خدا کے لیے بس کر دو، وہ آج یہاں ہم سے خفا ہو کر گیا ہے تو صرف تمہاری وجہ سے! تم نے ہی مجھے وہ سب کہنے پر مجبور کیا تھا" وہ اب اپنے ہر عمل کا الزام صائمہ تائی پر لگا رہے تھے۔

"نہ تم مجھے اکساتی نہ میں وہ سب کہتا" صائمہ تائی فورا بولیں،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اس میں میرا کیا قصور ہے جلال، میں تو بس عماد۔۔۔"

"عماد، عماد، ہر وقت صرف عماد! تمہیں ہمیشہ صرف عماد کی ہی فکر رہتی ہے صائمہ، تم نے کبھی اشعر کے بارے میں اس طرح نہیں سوچا، جس طرح تم عماد کے لیے سوچتی ہو" وہ انکی بات کاٹتے بولے،

"آبرو سے اپنی نفرت کی وجہ سے تم ہمیشہ اشعر کو اس کے خلاف اکساتی رہی اور آج نتائج تمہارے سامنے ہیں" وہ خاموش ہوئے، صائمہ تائی بولنے لگیں،

"وہ مان جائے گا جلال، آپ ایک بار اس سے بات تو کریں، وہ ہمارا بیٹا۔۔۔۔"

"میں اس سے بات ضرور کروں گا صائمہ مگر مجھے معلوم ہے وہ نہیں مانے گا کیونکہ اس کا مان، اس کا اعتبار ٹوٹا ہے اور ٹوٹا ہوا اعتبار ٹوٹے ہوئے کانچ کی ان کرچیوں کی مانند ہوتا ہے جنہیں چاہ کر بھی دوبارہ جوڑا نہیں جا سکتا!" جلال تایا یہ کہتے خاموش ہو گئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اب تمہیں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے فیضان" رابعہ بیگم غصے سے بولتی لاؤنج میں داخل ہوئیں،

"جب تمہاری ضرورت تھی تب تم آئے نہیں تو اب بھی تم وہیں رہو" وہ صوفے پر بیٹھتے بولیں، انکے چہرے سے خفگی واضح تھی۔ دوسری جانب سے آتی آواز سنتے وہ دوبارہ بولیں،

"اگر تمہیں ہماری کوئی فکر نہیں ہے نہ فیضان، تو اب سے ہمیں بھی تم سے کوئی سروکار نہیں" وہ فون کاٹنے ہی والی تھیں کہ دوسری جانب سے بولی جانے والی بات سننے لگیں۔ اتنے میں مہمل انکے پاس آ بیٹھی،

"تمہیں اندازہ نہیں ہے فیضان کہ حیات کے گھر والوں پر کیا قیامتیں ٹوٹی ہیں! پہلے حفصہ کی اچانک موت، پھر رتبہ کی بیماری اور آبرو کی طلاق! انہیں اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وقت ایک مضبوط سہارے کی بہت ضرورت ہے، جلال بھائی تو ویسے بھی ان سے قطع تعلق کر چکے ہیں، مگر تم۔۔۔" وہ رکیں، غصے سے انکی سانس پھولنے لگی تھی۔

"میں تمہیں آخری بار کہہ رہی ہوں فیضان کہ خدارا اب واپس آجاؤ، بھول جاؤ ماضی میں ہوئے ہر واقعے کو اب صرف حال پر توجہ دو" یہ کہتے انہوں نے فون کاٹ دیا کہ مہمل نے انہیں مخاطب کیا،

"امی فیضان ماموں واپس کیوں نہیں آنا چاہتے؟" رابعہ بیگم نے اس کی جانب دیکھا،

"بہت لمبی کہانی ہے بیٹا! انسان کا ماضی کبھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا اور فیضان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے" انکی یہ بات مہمل کے دماغ میں موجود سوالوں کو بڑھا گئی،

"کیسا ماضی امی؟" رابعہ بیگم نے گہری سانس لی،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم پوچھ ہی چکی ہو تو پھر سنو کہ آخر ایسی کیا وجہ ہے جو فیضان اپنے خونی رشتوں کے پاس واپس نہیں آنا چاہتا" ایک عرصے سے ماضی کی بند پڑی کتاب سے دھول ہٹاتے، رابعہ بیگم آج اس میں موجود کچھ رازوں سے پردہ ہٹانے والی تھیں۔

"فیضان کو شروع سے ہی پڑھنے کا بہت شوق تھا، وہ کالج کے بعد اپنی تعلیم حاصل کرنے کے لیے کراچی جانا چاہتا تھا کیونکہ اس وقت ہمارے علاقے میں کوئی بھی اچھی یونیورسٹی موجود نہ تھی، ابو نے اسے بہت مشکل سے اجازت دی تھی کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ فیضان جو بھی پڑھنا چاہتا ہے، وہ انکی آنکھوں کے سامنے رہ کر پڑھے مگر فیضان امی کا بہت لاڈلا تھا اور امی کے اصرار پر ابو کو ماننا پڑا" وہ رکیں، مہمل کی جانب دیکھا جو غور سے انکی بات سن رہی تھی۔

"مگر پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا، فیضان اپنی یونیورسٹی میں کسی لڑکی کو پسند کرنے لگا تھا، اس نے کسی کو بھی اسکی خبر نہ ہونے دی مگر اس طرح کی باتیں زیادہ دیر چھپتی نہیں ہیں، اس کے ڈگری مکمل ہوتے ہی امی نے اسے واپس بلایا، جس پر اس کا انکار

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سب کو شک میں مبتلا کر گیا، فیضان کو کراچی میں ایک جاب مل گئی تھی، جسے اس نے کراچی رہنے کے لیے بہانے کے طور پر استعمال کیا" ماضی کی کتاب کا ہر ورق ایک نئ کہانی سنا رہا تھا۔

"وہ ہر ماہ کچھ دن کے لیے گھر آتا تھا، وہ ان دنوں گھر پر ہی موجود تھا جب امی نے اس سے رشتے کی بات کی، جس پر وہ فوراً صاف انکار کر گیا، امی نے اس کا رشتہ بچپن سے ہی اپنی بہن کی بیٹی فاطمہ سے طے کیا تھا۔ اس کے صاف انکار پر امی بھی بضد ہوئیں مگر امی کے بہت اصرار پر اسکے انکار کی اصل وجہ ہم پر ظاہر ہوئی، وہ کچھ ماہ پہلے ہی اس لڑکی سے نکاح کر چکا تھا" وہ رکیں، مہمل کے تاثرات دیکھے،

www.novelsclubb.com

"امی کے لیے یہ خبر کسی صدمے سے کم نہ تھی، انہیں فیضان پر مان تھا، جو اس نے بہت بری طرح توڑا تھا مگر پھر امی نے ایک غلط فیصلہ لیا جس نے فیضان کی زندگی برباد کر دی" مہمل کی دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"امی نے فیضان کو اپنی قسم دیتے اس لڑکی کو طلاق دلوائی اور فاطمہ سے اس کا نکاح کروادیا" رابعہ بیگم نے گہری سانس لی،

"غلطی فیضان کی بھی تھی مگر امی کے اس فیصلے سے تین زندگیاں برباد ہوئی تھیں! فیضان کی، اس کی پہلی بیوی کی اور فاطمہ کی۔ فیضان فاطمہ کو کبھی بھی وہ محبت اور چاہت نہیں دے پایا، جس کی وہ مستحق تھی" مایوسی رابعہ بیگم کے چہرے سے واضح تھی۔

"فیضان کی غلطی یہ تھی کہ وہ اس لڑکی سے چھپ کر نکاح کرنے کی بجائے اسے سب کے سامنے لاتا مگر اسے معلوم تھا کہ امی کبھی راضی نہیں ہونگی کیونکہ وہ بچپن میں ہی اپنے تینوں بیٹوں کے رشتے اپنی بہنوں کی بیٹیوں سے منسوب کر چکی تھیں" مہمل اب بھی توجہ سے ان کی بات سن رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"امی کے دباؤ میں آکر فیضان نے اس وقت نکاح تو کر لیا تھا مگر اس کے بعد وہ صرف چند ماہ پاکستان رہا اور پھر فاطمہ کے ساتھ ہمیشہ کے لیے یہ ملک چھوڑ گیا، اس ایک غلط فیصلے نے ہم سب کو ایک دوسرے سے دور کر دیا" انکا لہجہ افسردہ تھا۔

"وہ ان 30 سالوں میں صرف تین بار پاکستان آیا ہے۔ امی، ابو اور حیات کے جنازوں کو کندھا دینے!" وہ خاموش ہو گئیں، ماضی کی کتاب پھر سے بند ہو چکی تھی۔

"مگر امی کیا فاطمہ ممانی یہ سب جانتی ہیں؟" مہمل کے سوال پر رابعہ بیگم بولنے لگیں،

www.novelsclubb.com

"ہاں بیٹا، وہ سب جانتی ہے، ان دونوں کے درمیان رشتہ آج بھی بہت کمزور ہے، ان کی بیٹی بھی ان کا رشتہ مضبوط نہیں کر پائی کیونکہ۔۔۔۔" وہ رکیں،

"جس رشتے کی بنیاد ضد اور انا پر مبنی ہو، وہ رشتے کبھی بھی دل سے نبھائے نہیں جا سکتے" رابعہ بیگم کی بات بالکل درست تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی فلائٹ کا وقت ہو چکا تھا۔ وہ اپنا بیگ اٹھاتے اپنی منزل کی جانب چل پڑا۔ کچھ دیر بعد وہ جہاز میں اپنی نشست پر بیٹھا تھا۔ اس نے کھڑکی سے نظر آتے منظر پر نگاہ ڈالی، آخری نگاہ! وہ آج یہ سرزمین چھوڑ کر جا رہا تھا، کبھی واپس نہ آنے کے لیے! وہ اشعر صدیقی تھا، جس نے زندگی میں سب حاصل کر کے سب گنوا دیا تھا۔ اس دن جلال تایا اس کے پاس آئے تھے، وہ اپنے ہر عمل پر شرمندہ تھے اور اشعر کو ان سب معاملات سے لاعلم رکھنے پر اس سے معافی بھی مانگی تھی۔ اشعر نے انہیں معاف کرتے اسی وقت اپنا فیصلہ سنایا تھا کہ وہ بیرون ملک جا کر اپنی بقیہ زندگی وہیں بسر کرنا چاہتا ہے! جلال تایا نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی، صائمہ تائی بھی اسے سب ٹھیک کر دینے کا وعدہ کرتے اسے روک رہی تھیں مگر اس بار وہ رکنے والوں میں سے نہ تھا۔ یہ فیصلہ اس کے لیے بھی بہت مشکل تھا مگر یہ فیصلہ اس کے حق میں بہتر تھا، وہ اب چاہ کر بھی پہلے جیسا نہیں بن سکتا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا۔اس کی ساتھ والی سیٹ پر کسی نے اپنا بیگ رکھا،اشعر نے گردن موڑتے اس جانب دیکھا،وہ ایک سیاہ آنکھوں والی لڑکی تھی،اسے بے اختیار آبرو یاد آئی،وہ اس کا مجرم تھا،وہ اس سے معافی مانگنا چاہتا تھا مگر وہ اس کا سامنا کرنے کے قابل نہ تھا۔اس کے کانوں میں اس دن کورٹ میں آبرو سے ہوئی آخری ملاقات میں اس کے کہے الفاظ گونجے،

"جس دن آپ کی آنکھوں سے یہ پٹی ہٹے گی نہ اشعر اُس دن آپ بہت پچھتائیں گے مگر تب تک بہت دیر ہو چکی ہو گی"

www.novelsclubb.com

اور آج وہ پچھتاؤوں میں گھرا تھا،ہر لمحہ،ہر گھڑی اسکے کہے گئے الفاظ اسے یار آتے۔وہ آج خود سے سوال کر رہا تھا کہ وہ آبرو سے محبت کا دعویدار تھا مگر کیا محبت بغیر اعتبار کے بھی ہو جایا کرتی ہے؟ کیونکہ اس نے آبرو پر اعتبار ہی تو نہیں کیا تھا! محبت اور اعتبار اس نے اپنے گھر والوں پر کیا تھا، جس کا صلہ اسے اپنی زندگی کے بربادی کی صورت میں ملا تھا۔اسکے پاس رشتے تھے،اپنے تھے مگر دھوکے باز اور

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خود غرض وہ جان چکا تھا کہ وہ آبرو کے قابل نہ تھا، وہ کبھی بھی اسے وہ زندگی نہیں دے سکتا تھا جس کی وہ حقدار تھی! وہ مسکرایا، زخمی مسکراہٹ کے ساتھ باہر دیکھا، وہ اس زمین سے وابستہ ہر تکلیف دہ یادیں یہیں چھوڑ کر جانا چاہتا تھا کیونکہ اس زمین سے اسے دھوکوں کے سوا کچھ نہ ملا تھا۔

یہ اشعر صدیقی کا حاصلِ زیست تھا کہ وہ سب پا کر بھی سب گنوا چکا تھا!

سورج طلوع ہوئے دو گھنٹے بیت چکے تھے۔ سورج کی روشنی ہر سو پھیل چکی تھی۔ اہل زمین آنے والے وقت سے بے خبر اپنے اپنے کاموں میں مگن تھے۔ صدیقی ہاؤس پر بھی صبح اتر چکی تھی۔ اب یہ گھر ایک مکان میں تبدیل ہو گیا تھا، جس میں رہنے والے مکین ایک دوسرے سے بات تک نہیں کرتے تھے۔ صائمہ تائی عماد کی سزا کا قصوروار جلال تایا کو مانتی تھیں جبکہ جلال تایا اشعر کی دوری کا ذمہ دار صائمہ تائی کو ٹھہراتے تھے۔ اس سب میں وہ اپنی تیسری اولاد کو

فراموش کر گئے تھے۔ جلال تایا اس وقت لاؤنج میں بیٹھے فون پر کسی سے محو گفتگو تھے۔ چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے۔

"آپ جتنی رقم مانگیں گے میں دینے کو تیار ہوں، آپ بس میرا کام کر دیں" یہ کہتے وہ دوسری جانب سے کہی جانے والی بات سننے لگے،

"جیسا آپ کو بہتر لگے" وہ یہ کہتے لمحے بعد فون کاٹ چکے تھے۔ ان کا ضمیر اب انہیں ماضی میں کیے گئے انکے گناہ یاد دلاتا تھا مگر وہ ہر بار ضمیر کی اس آواز کو خاموش کروا دیتے۔ عماد کو سزا ہوئے دو ہفتے ہونے کو آئے تھے، اشعر نے بھی جا کر صرف ایک بار فون کرتے انہیں اپنے باحفاظت پہنچنے کی اطلاع دی تھی، اس کے بعد اسکی جانب سے کوئی فون نہیں آیا تھا۔ جلال تایا نے کئی بار اسے فون کیا مگر اشعر نے ایک بار بھی انکا فون نہیں اٹھایا۔ وہ اب تک عماد کو رہا کروانے کے لیے بھی کچھ نہ کر سکے تھے۔ وہ خود کو بہت بے بس اور لاچار محسوس کرنے لگے تھے۔ انکا دل بار بار انہیں یہ احساس دلانے کی کوشش کرتا تھا کہ یہ انکا مکافات عمل ہے، جو آج وہ تنہا

ہو گئے ہیں۔اپنی ان سوچوں کو جھٹکتے انہوں نے ہاتھ بڑھاتے ریموٹ اٹھایا اور سامنے دیوار پر نصب ایل ای ڈی آن کی، ایل ای ڈی آن ہوتے ہی سکرین پر ایک نیوز چینل چلنے لگا، جہاں نیوز اینکر چیخ چیخ کر تازہ ترین خبریں عوام الناس تک پہنچا رہی تھی۔

"ناظرین آج کی تازہ ترین خبر!" جلال تایا بھی اس جانب متوجہ ہوئے،

"لاہور سینٹرل جیل سے رات کو فرار ہونے کی کوشش کرنے والے چھ ملزمان کا پولیس کی جانب سے انکاؤنٹر کر دیا گیا" جلال تایا کے کان ایک دم کھڑے ہوئے،

"جن میں علی راشد، اصغر علی، عماد صدیقی اور۔۔۔" جلال تایا کو محسوس ہوا کہ لاؤنج کی چھت ان کے سر پر آ گری! نیوز اینکر آگے مزید بھی کچھ کہہ رہی تھی مگر جلال تایا کے کان عماد صدیقی کے بعد اور کوئی نام نہ سن سکے، ان کی آنکھیں شاک کے مارے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔عماد صدیقی نام کا بے شک کوئی دوسرا ملزم بھی ہو سکتا تھا مگر سامنے سکرین پر نظر آتی تصویر ان کے اپنے بیٹے کی تھی۔وہ یونہی اس

خبر کے زیر اثر بیٹھے تھے کہ انکی سماعت سے کانچ کے ٹوٹنے کی آواز ٹکرائی، وہ فورا پلٹے جہاں صائمہ تائی کھڑی تھیں۔ برتن انہی کے ہاتھوں سے گرا تھا۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سکرین پر چلتی عماد کی تصویر کے ساتھ منسلک خبر دیکھ رہی تھیں جبکہ ان کے ہلتے ہوئے لب صرف ایک ہی نام پکار رہے تھے،

"عماد! عماد!"

انکے ہاتھ سے ٹوٹے برتن کی کرچیاں زمین پر بکھری تھیں، جس طرح اس گھر کے مکین بکھر چکے تھے۔ مکافاتِ عمل کی چکی کے دوسرے چکر کا آغاز ہو چکا تھا، جس میں اِس بار ہر شخص کو اسکے کیے گئے اعمال کا بدلہ ملنے والا تھا!

(جاری ہے۔۔۔۔۔)

www.novelsclubb.com